ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

32

22 تا 28 ذوالقعدہ 1438ھ/ 15 تا 21 اگست 2017ء

ایک غیر مسلم سکالر پروفیسر سمتھ کی نگاہ میں

قیام پاکستان کا مقصد

ہمارے نام نہاد دانشوروں کے لئے لمحۂ فکریہ

’’شاید پاکستانی کسی وقت یہ خیال کریں کہ اسلامی معاشرہ کی تعمیر کا کام اُن کے ابتدائی اندازہ سے کہیں زیادہ دشوار ہے‘ لیکن سوچا جائے تو اب اُن کے لئے کوئی راہِ مفر باقی نہیں۔ اُن کے وعدے اور دعوے اتنے بلند بانگ اور واضح تھے کہ اُن کی تکمیل سے گریز ناممکن ہوگیا ہے۔ اُن کی تاریخ اب ’’تاریخِ اسلام‘‘ ہوگی۔ اُن کے کندھوں پر بہت بڑی ذمہ داری آن پڑی ہے۔ اب خواہ وہ اُسے پسند کریں یا اس پر نادم ہوں‘ بہرحال وہ ’’اسلامی ریاست‘‘ کے تصوّر کو نظر انداز نہیں کر سکتے اور نہ اسے زیادہ دیر سرد خانہ ہی کی نذر کر سکتے ہیں۔ کیونکہ اس وقت اسلامی ریاست کے نظریہ کو ختم کرنے کا فیصلہ محض طریق کار کی تبدیلی کا فیصلہ ہی نہیں ہوگا‘ یہ تو گویا اپنے دین اور وطن کی اساس پر کلہاڑا چلانے کے مترادف ہوگا۔ اور تمام دنیا اس گریز سے یہی مطلب اخذ کرے گی کہ اسلامی ریاست کا نظریہ لایعنی اور اُس کا نعرہ محض فریبِ نظر تھا‘ جو حیاتِ جدید کے تقاضوں سے نبٹنے کی صلاحیت نہیں رکھتا‘ یا یہ کہ پاکستانی بحیثیت ایک قوم کے اُسے اپنی قومی زندگی پر نافذ کرنے میں ناکام رہے ہیں۔‘‘

اسلام ان ماڈرن ہسٹری

پروفیسر سمتھ

اس شمارے میں

ہم جنگ جیت نہیں، ہار رہے ہیں!

بندۂ مومن کے اوصاف

مطالعۂ کلامِ اقبال

نواز شریف کی نااہلی میں پسِ پردہ ہاتھ

خوش رہے رحمان بھی ......

اسلام کا فلسفۂ قربانی

لازوال قربانیوں کا ملک

قربانی کی تاریخ

الھدیٰ (767)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

حضرت موسیٰ، ہارون اور اسماعیل علیہم السلام کا تذکرہ

سورۃ مریم | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 51 تا 54

وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ مُوۡسٰۤی ۫ اِنَّہٗ کَانَ مُخۡلَصًا وَّکَانَ رَسُوۡلًا نَّبِیًّا ﴿۵۱﴾ وَنَادَیۡنٰہُ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ الۡاَیۡمَنِ وَقَرَّبۡنٰہُ نَجِیًّا ﴿۵۲﴾ وَوَہَبۡنَا لَہٗ مِنۡ رَّحۡمَتِنَاۤ اَخَاہُ ہٰرُوۡنَ نَبِیًّا ﴿۵۳﴾ وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِسۡمٰعِیۡلَ ۫ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الۡوَعۡدِ وَکَانَ رَسُوۡلًا نَّبِیًّا ﴿۵۴﴾

آیت ۵۱ ﴿وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ مُوۡسٰۤی ۫ اِنَّہٗ کَانَ مُخۡلَصًا وَّکَانَ رَسُوۡلًا نَّبِیًّا ﴿۵۱﴾﴾ ’’اور کتاب میں تذکرہ کیجیے موسیٰؑ کا‘ یقیناً وہ تھے خاص کیے گئے اور وہ تھے رسول نبی۔‘‘

ہم نے انہیں خاص اپنا بنا لیا تھا۔ یہ مضمون سورہ طٰہٰ (آیت ۴۱) میں بھی آئے گا۔

آیت ۵۲ ﴿وَنَادَیۡنٰہُ مِنۡ جَانِبِ الطُّوۡرِ الۡاَیۡمَنِ وَقَرَّبۡنٰہُ نَجِیًّا ﴿۵۲﴾﴾ ’’اور ہم نے انہیں پکارا طور کی دائیں جانب سے اور انہیں اپنے قریب کیا سرگوشی کے لیے۔‘‘

آیت ۵۳ ﴿وَوَہَبۡنَا لَہٗ مِنۡ رَّحۡمَتِنَاۤ اَخَاہُ ہٰرُوۡنَ نَبِیًّا ﴿۵۳﴾﴾ ’’اور ہم نے انہیں عطا کیا اپنی رحمت سے اُن کے بھائی ہارون کو نبی بنا کر۔‘‘

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کے لیے درخواست کی تھی کہ انہیں بھی میرے ساتھ بھیجا جائے۔ اللہ نے اپنی رحمت سے آپؑ کی یہ درخواست قبول فرماتے ہوئے حضرت ہارونؑ کو بھی مقامِ نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس کی تفصیل بھی سورۂ طٰہٰ میں آئے گی۔

آیت ۵۴ ﴿وَاذۡکُرۡ فِی الۡکِتٰبِ اِسۡمٰعِیۡلَ ۫ اِنَّہٗ کَانَ صَادِقَ الۡوَعۡدِ﴾ ’’اور تذکرہ کیجیے اس کتاب میں اسماعیلؑ کا (بھی)‘ یقیناً وہ وعدے کے سچے تھے‘‘

یہ خصوصی طور پر اس وعدے کی طرف اشارہ ہے جو آپؑ نے اپنے والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ان الفاظ میں کیا تھا: ﴿یٰۤاَبَتِ افۡعَلۡ مَا تُؤۡمَرُ ۫ سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۰۲﴾﴾ (الصّٰفّٰت) ’’ابا جان آپ کر گزریئے جو آپؑ کو حکم ہوا ہے‘ مجھے آپ ان شاء اللہ صابرین میں سے پائیں گے‘‘۔ یوں آپؑ نے ذبح ہونے کے لیے اپنی گردن پیش کر دی اور اس سلسلے میں صبر کرنے کا جو وعدہ کیا تھا آخر وقت تک اسے نبھایا۔

﴿وَکَانَ رَسُوۡلًا نَّبِیًّا ﴿۵۴﴾﴾ ’’اور وہ (بھی) رسول نبی تھے۔‘‘

حضرت اسماعیل علیہ السلام مزاج کے اعتبار سے بہت متحرک اور فعال تھے اس لیے آپ کو رَسُوۡلًا نَّبِیًّا کا لقب عطا ہوا ہے۔

فرمان نبویؐ

بے کار لوگ رہ جائیں گے

عَنْ قَیْسٍ اَنَّهٗ سَمِعَ مِرْدَاسًا الْاَسْلَمِیَّ رضی اللہ عنہ یَقُولُ وَکَانَ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ: ((یُقْبَضُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰی حُفَالَةٌ کَحُفَالَةِ التَّمْرِ وَالشَّعِیْرِ لَا یَعْبَاُ اللّٰهُ بِهِمْ شَیْئًا)) (متفق علیہ)

قیس روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ سے جو اصحاب شجرہ میں داخل ہیں سنا ہے: ’’قیامت کے قریب نیک لوگ ایک ایک کر کے اٹھائے جائیں گے اور ان کے بعد وہ لوگ رہ جائیں گے جو بے کار ہیں جیسے خراب کھجور یا جو کی بھوسی اور اللہ کو ان کی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہو گا۔‘‘ (متفق علیہ)

تشریح: جب قیامت آنے کو ہو گی تو دنیا میں جتنے بھی نیک لوگ ہوں گے وہ سب مر جائیں گے، صرف بدکار باقی رہیں گے اور پھر انہی پر قیامت قائم ہو گی، لہٰذا جب تک اس دنیا میں نیک لوگوں کا وجود رہے گا قیامت قائم نہیں ہو گی! روایت میں آتا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا عہد ختم ہو جانے کے بعد ایک خوشبودار ہوا چلے گی جس سے تمام مسلمان و مؤمنین مر جائیں گے اور دنیا میں صرف بدکار باقی رہ جائیں گے۔ وہ گدھوں کی طرح آپس میں اختلاط کریں گے اور پھر انہی بدکاروں پر قیامت قائم ہو گی۔

ہفت روزہ لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

22 تا 28 ذوالقعدہ 1438ھ جلد 26
15 تا 21 اگست 2017ء شمارہ 32

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

67۔اے علامہ اقبال روڈ، گڑھی شاہو لاہور-54000
فون: 36316638-36366638
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور-54700
فون: 35869501-03 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
مرزا ایوب بیگ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم جنگ جیت نہیں ہار رہے ہیں

''ہم افغانستان کی جنگ جیت نہیں ہار رہے ہیں'' یہ ہیں وہ الفاظ جو سپریم پاور آف دی ورلڈ امریکہ کے سربراہ ڈونلڈ ٹرمپ نے اُس وقت ادا کیے جب اُس کے سیاسی اور عسکری مشیر مل بیٹھ کر ایف پاک (یعنی پاک افغان) پالیسی کو ایک مشترکہ موقف کے ساتھ حتمی شکل دینے میں ناکام رہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کے حوالہ سے تیزی سے تمام حدود پھلانگنے والا انسان جدید ترین آلات سے مزین خود ساختہ لیباٹریوں میں انسانی زندگیاں کھپا کر ایسی ایسی ایجادات سامنے لا رہا ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے لیکن دوسری طرف غفلت کا یہ عالم ہے کہ نہ خود کو پہچان سکا نہ اس دنیا کی اصلیت کو جان سکا، نہ ہر سو پھیلے ہوئے اُن شواہد سے کچھ اخذ کر سکا، جو ہر پل یہ گواہی دے رہے ہیں کہ کوئی طاقت ہے جو حقیقی حکمران ہے۔ جس کے حکم کے بغیر پتہ بھی جنبش نہیں کر سکتا۔ تمام دُنیوی ظاہری معاملات ایک اصول اور ترتیب کے ساتھ چلتے ہیں۔ سائنس نے یہ اصول اور ترتیب پالی ہے۔ یہ ایک تسلسل سے جاری و ساری ہیں، لیکن دل کی آنکھوں سے دیکھنے والوں نے یہ دیکھا، جانا، سمجھا اور تسلیم کیا کہ انسانی تاریخ میں یہ اصول اور ترتیب کئی مرتبہ تلپٹ کر دیئے گئے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ آگ نے ہمیشہ جلایا لیکن جب اللہ رب العزت کی واحدانیت پر مکمل یقین رکھنے والے ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈالا گیا تو جلا کر راکھ کر دینے کی صفت رکھنے والی آگ گل و گلزار میں تبدیل ہو گئی۔ پھر یہ کہ پانی ہمیشہ ڈھلوان کی طرف بہتا ہے لیکن جب موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے اپنے عصا کی ضرب اِسی پانی کو لگائی تو پانی دیوار کی شکل اختیار کر کے کھڑا ہو گیا اور اللہ کے اس بندے کے لیے راستہ بنا دیا۔ ایسی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں لیکن دل کے اندھے اسے پرانے زمانے کی کہانیاں (معاذ اللہ) کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔ لہٰذا ہم انہیں ماضی قریب اور حال میں رونما ہونے والے معجزے کی مثال دیں گے۔

افغانستان تاریخی لحاظ سے کوئی پرانا ملک نہیں ہے۔ صرف سات سو سال پہلے ہندوستان کے شمال مغرب میں ایک خطے کو یہ نام دیا گیا۔ یہ ایک land locked ملک ہے یعنی اسے کوئی سمندر نہیں لگتا۔ دنیا سے تجارت کے لیے یہ ہمسایوں کا محتاج ہے۔ اس کی اکثریتی آبادی جدید تعلیم سے نا آشنا ہے۔ شاید دنیا کا واحد ملک ہے جو اکیسویں صدی کے آغاز تک ریل کی پٹڑی نہیں رکھتا تھا۔ لیکن کیا تم غور نہیں کرتے کہ یہ انتہائی پسماندہ اور غریب ملک دورِ جدید کی تمام سپر قوتوں کا قبرستان بنا۔ کوئی عالمی قوت نہ براہِ راست افغانستان پر قابض ہو سکی، نہ براہِ راست حکمران بن سکی۔ وہ عظیم برطانیہ جس کی سلطنت میں سورج غروب نہیں ہوتا تھا، افغانستان میں بُری طرح شکست کھا گیا۔ سوویت یونین کو شکست و ریخت سے دوچار کرنے میں افغانستان کے مجاہدین کا کلیدی رول تھا۔ نیو ورلڈ آرڈر کا تاج پہن کر عالمی شہنشاہیت کا دعویدار امریکہ مغرب و مشرق کی قوتوں کو اپنے ساتھ ملا کر اس پسماندہ اور غریب ملک پر سترہ سال پہلے حملہ آور ہوا تھا۔ ہمسایہ ممالک خصوصاً پاکستان نے بھی اُس وقت کی افغان حکومت کے خلاف عالمی قوتوں کی بھرپور مدد کی۔ افغانستان کے اندر سے خاص طور پر شمالی افغانستان سے آستین کے سانپوں نے بھی ان عالمی قوتوں کی جارحیت کا ساتھ دیا۔ وقتی طور پر یہ قوتیں افغانستان پر قابض ہو گئیں۔ لیکن اہل افغانستان کی تاریخ ہے کہ وہ بیرونی جارحیت کو ٹکنے نہیں دیتے۔ لہٰذا سترہ سال گزر چکے ہیں، ہر گزرنے والا دن امریکہ اور اُس کے

اتحادیوں کو افغانستان میں مزید پسپائی اور شکست کا سامنا ہے۔ گویا ہاتھی نہیں ہاتھیوں کا غول ایک کمزور چیونٹی کے آگے بھاگتا نظر آ رہا ہے۔ امریکی تسلیم کر رہے ہیں کہ افغانستان میں افغان طالبان کا قبضہ اور اثر و رسوخ بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ افغان طالبان نہ ایٹمی قوت ہیں، نہ ان کے پاس میزائل ہیں، نہ جہاز، نہ ہیلی کاپٹر، نہ ٹینک نہ ٹینک شکن میزائل سے وہ لیس ہیں۔ سائنس اور ٹیکنالوجی میں ترقی کی انتہا کو چھو لینے والا امریکہ غور کیوں نہیں کرتا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ وہ پسماندہ کمزور اور اُن کی نظر میں جاہل افغان طالبان کے سامنے کیوں بے بس ہے اور اُن کے ہاتھوں پے در پے شکستیں کھا رہا ہے۔

امریکہ کا پاکستان کو الزام دینا کہ وہ افغان طالبان کی پشت پناہی کر رہا ہے، لہٰذا وہ طالبان کو شکست دینے میں ناکام ہو رہا ہے، ایک مضحکہ خیز بات ہے۔ وہ پاکستان جو خود دہشت گردی کا شکار ہے اور سنبھل نہیں پا رہا، کیا اتنا طاقتور ہے کہ افغانستان میں دنیا بھر کی قوتوں کی شکست کا باعث بن رہا ہے۔ عین ممکن ہے پاکستان کے کچھ ریاستی یا غیر ریاستی عناصر اُن کی مدد کرتے ہوں کہ غیبی مدد کے بھی کچھ دنیوی اسباب ہوتے ہیں، لیکن پوری دنیا کے سامنے ان بے سروسامان عناصر کی بھی کیا حیثیت ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ افغان طالبان نے اللہ پر بھروسا کیا اور اُس کی راہ میں جہاد کیا۔ لہٰذا اللہ ہی اُن کی مدد کر رہا ہے۔ چنانچہ امریکہ جیسی چاہے پالیسیاں ترتیب دے، جنگ و جدل اور ظلم و ستم کے جتنے ممکن حربے استعمال کرے۔ افغان طالبان کو شکست نہیں دے سکے گا۔ بالآخر حتمی اور آخری فتح افغان طالبان کی ہوگی، ان شاء اللہ۔ اس لیے کہ دنیوی قوتوں کی مجموعی طور پر بھی اللہ کی قوت اور طاقت کے سامنے کوئی حیثیت نہیں۔ ایک وقت تھا جب وہ انسانوں کو سمجھانے کے لیے چٹانوں میں سے اونٹنی برآمد کر دیتا تھا۔ یہ وہ وقت تھا جب انسان کا شعور ابھی ترقی کی منازل طے نہ کر پایا تھا۔ وہ ذہنی طور پر ابھی اس قابل نہیں ہوا تھا کہ ظاہری زمینی حقائق کا بھی ادراک کر سکے لیکن آج جب سائنس اور ٹیکنالوجی اپنے عروج پر ہے۔ انسان کا گرد و پیش اللہ کی حقانیت کی گواہی دے رہا ہے اور انسان اب ذہنی لحاظ سے اتنا آگے جا چکا ہے کہ ان حقائق کا ادراک کر سکے۔ ایک سرجن جب انسانی جسم کی چیر پھاڑ کرتا ہے تو اندر کی کائنات دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے تب اللہ پر ایمان لانے میں صرف ڈھٹائی رکاوٹ بنتی ہے لہٰذا آج بھی اللہ پر بھروسا کرنے والے اُسے اپنی پشت پر پائیں گے۔ صرف دیکھنے والی آنکھ کی ضرورت ہے۔ جو اُنہیں اشیاء کی حقیقت ظاہر کر دے گی۔

ہم نے آغاز میں عرض کیا تھا کہ امریکہ ایف پاک یعنی افغانستان اور پاکستان کے حوالے سے پالیسی بنا رہا ہے۔ افغانستان میں اُس کے دشمن افغان طالبان ہیں اور اُنہوں نے اللہ پر توکل کر کے اپنا حفاظتی انتظام کیا ہوا ہے جب تک وہ اللہ پر مکمل بھروسا کر کے جہاد کے تقاضے پورے کرتے رہیں گے اُنہیں دنیا کی کوئی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

ہمارے لیے اصل سوال یہ ہے کہ اہل پاکستان نے اس ظالم اور جابر قوت سے بچاؤ کے لیے کیا حفاظتی انتظام کیے ہیں۔ اس لیے کہ امریکہ اپنی شکست کا ملبہ پاکستان پر ڈال رہا ہے اور صدر ٹرمپ کے مشیران کے درمیان اسی بات پر اتفاق نہیں ہو رہا کہ وہ پاکستان سے کس طرح نمٹیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل پاکستان کو مزید موقع دیا ہے۔ یہ تو ہمارے اندھے اور بہرے بھی جانتے ہیں کہ وہ کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائیں گے جس سے ظاہری طور پر بھی پاکستان کے لیے خیر برآمد ہو۔ پاکستان کے حوالے سے امریکہ کے پالیسی سازوں میں اختلاف صرف یہ ہے کہ سابقہ چھڑی اور گاجر کی پالیسی جاری رکھ کر پاکستان کے ذریعے افغانستان میں اپنے مفادات کا تحفظ کیا جائے یا کھلم کھلا طور پر پاکستان پر بھی جنگ مسلط کر دی جائے۔ گویا اختلاف اس پر ہے کہ حسبِ سابق زہر کو شکر میں لپیٹ کر مارا جائے یا سیدھی فائرنگ کر دی جائے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان افغانستان کی طرح پسماندہ اور کمزور ملک نہیں بلکہ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے، لیکن اس حقیقت سے انکار تو نہیں کیا جا سکتا کہ دنیوی اسباب اور جدید ٹیکنالوجی کے حوالہ سے امریکہ اور پاکستان کا کوئی مقابلہ ہی نہیں پھر یہ کہ ہم قرض کی پیتے ہیں مے اور بڑھکیں مارتے ہیں، آسائشوں اور تن آسانیوں کی مکمل لپیٹ میں ہیں۔ سودی لین دین، بے حیا ثقافت اور مال و زر کی ہوس نے ہمیں اللہ سے دور کر دیا ہے۔ گویا تحفظ کے نہ دنیوی اسباب ہیں اور نہ روحانی۔ عالمی قوتوں کے مقابلے میں دنیوی اسباب کا جلد از جلد پیدا کر لینا ممکن نظر نہیں آتا۔ توجہ اور لگن سے کام کیا جائے تو قدرے بہتری آ سکتی ہے۔ آزادانہ مقابلہ کرنا ممکن نظر نہیں آتا۔ البتہ اللہ کے دامن سے فوری طور پر چمٹا جا سکتا ہے اُس سے گڑگڑا کر معافی مانگی جا سکتی ہے۔ گناہوں سے سچے دل سے فوری طور پر توبہ کی جا سکتی ہے۔ پھر اللہ ہمارے لیے بھی راستہ نکال دے گا۔ لیکن اللہ کی نافرمانیاں جاری رکھنا، سودی معیشت کو اپنا کر اُس سے جنگ کا خطرہ مول لینا اور پھر بھی یہ سمجھنا کہ وہ ہمیں بڑے اور مضبوط دشمن کے خلاف مدد کرے گا، احمقانہ سوچ ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کے حملوں سے بچنے کے لیے انفرادی اور اجتماعی طور پر بھرپور جدوجہد کی جائے۔ نعرے بازی کی بجائے عمل کی طرف توجہ دیں۔ دین سے جذباتی لگاؤ بھی خوش آئند ہے لیکن عملی طور پر دین کو اوڑھنا بچھونا بنائے بغیر ہمارا وجود خطرے میں رہے گا۔ مسلمان عسکری طور پر دشمن کا ہم پلہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت کا محتاج ہے۔ لیکن جب مقابلہ عالم کفر کی متحدہ قوت سے ہو گا تب یہ محتاجی کئی گنا بڑھ جائے گی۔ آیئے! اللہ کو ماننے کے ساتھ ساتھ اللہ کی مانیں تاکہ ہماری دنیا اور آخرت محفوظ ہو جائے۔

بندۂ مومن کے اوصاف

سورۃ المومنون کی پہلی 11 آیات کی روشنی میں

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید ﷾ کے 4 اگست 2017ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! قبل ازیں سورۃ الحج کے آخری رکوع میں قرآن مجید کا خلاصہ ہم نے ملاحظہ کیا۔ جس میں ایک طرف غیر مسلموں کو تین بنیادی ایمانیات کی دعوت ہے کہ (1) ایمان لاؤ ایک اللہ پر، (2) ایمان لاؤ رسولوں پر اور (3) ایمان لاؤ آخرت پر اور دوسری طرف جو لوگ ایمان لانے کے بعد اسلام کے دائرہ میں داخل ہو جائیں ان کی بنیادی ذمہ داریاں بیان ہوئی ہیں۔ اس سے اگلی سورت سورۃ المومنون ہے جس کی پہلی گیارہ آیات میں مومن کے اوصاف بیان ہوئے ہیں۔ چونکہ آج کل صادق اور امین کے حوالے سے ملک گیر سطح پر بحث چل رہی ہے۔ لہٰذا اس حوالے سے سورۃ المومنون کی ان آیات کے اندر راہنمائی بڑی وضاحت کے ساتھ آئی ہے کہ وہ مومن جن کے بارے میں قرآن کا وعدہ ہے کہ وہ کامیاب اور سرخرو ہوں گے، ان کے اوصاف کیا ہیں؟

چنانچہ انہی خصوصیات کے پیش نظر بانی تنظیم اسلامی جناب ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے سورۃ الحج کے آخری رکوع کی طرح سورۃ المومنون کی ان آیات کو بھی منتخب نصاب میں شامل کیا ہے۔ چونکہ پورے قرآن کے تفصیلی مطالعہ کے لیے طویل مدت درکار ہے اور پھر ہر شخص دین کا اپنا اپنا تصور لیے بیٹھا ہے، کوئی کہتا ہے کہ دین تو عبادت کا نام ہے، کسی کے نزدیک دین خدمت خلق کا نام ہے، کوئی کہتا ہے کہ دین میں اصل شے تو عہد کی پابندی ہے۔ یہ سارے تصورات اپنی اپنی جگہ پر ہیں اور ہر شخص اپنے ہی تصور کے مطابق سمجھتا ہے کہ میں نے دین کو صحیح سمجھا ہے اور میں ہی دین کی صحیح تعبیر کر رہا ہوں۔ چنانچہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے قرآن کے ان خاص حصوں جو کہ صرف مسلمانوں کی ہدایت وراہنمائی سے متعلقہ ہیں پر مشتمل ایک منتخب نصاب تیار کیا تھا تاکہ اس کے مطالعہ سے مسلمانوں پر بات واضح ہو جائے کہ دین اصل میں ہے کیا؟ دین کا جامع تصور کیا ہے؟ اور مسلمانوں کی دینی ذمہ داریاں کیا کیا ہیں؟ اسی منتخب نصاب میں سورۃ المومنون کی پہلی گیارہ آیات بھی شامل ہیں۔ آیئے ان کا مطالعہ کرتے ہیں۔

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ①﴾ ’’تحقیق فلاح پا گئے ایمان لانے والے‘‘۔

یہ مکی سورت ہے اور ظاہر ہے اس وقت تک منافقت کا دور نہیں تھا جیسا کہ بعد میں مدینہ میں جب مسلمانوں کو آسانیاں حاصل ہوئیں اور اسلام پھلنے پھولنے کے بعد ایک قوت بننے لگا تو مسلمانوں میں کچھ ایسے لوگ بھی شامل ہو گئے جو ابن وقت تھے یا پھر سازش کے طور پر مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے۔ البتہ مکی دور میں جو شخص بھی کلمہ پڑھتا تھا وہ صدق دل سے ایمان لاتا تھا کیونکہ اس کو معلوم ہوتا تھا کہ جس طرح سے اہل مکہ مسلمانوں کی جان کے دشمن بنے ہوئے ہیں، کلمہ پڑھنے کا مطلب اپنی جان، مال اور سب کچھ کو اللہ کی راہ میں قربان کرنا ہے۔ لہٰذا جو بھی ایمان لاتا تھا وہ سوچ سمجھ کر لاتا تھا اور جو ایک بار کلمہ پڑھ لیتا تھا پھر وہ اپنے دین سے بے وفائی کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ لہٰذا یہاں انہی خوش قسمت انسانوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ درحقیقت وہ حقیقی کامیابی اور فلاح کا راستہ پا گئے۔ آگے انہی لوگوں کے اوصاف بیان ہو رہے ہیں:

مرتب: ابوابراہیم

﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ②﴾ ’’وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔‘‘

نماز کے دو پہلو ہیں۔ (1) شکل نماز اور (2) حقیقت نماز۔ ہم میں سے ہر ایک جس کو بھی اللہ توفیق دیتا ہے وہ نماز تو ادا کرتا ہی ہے، جھکتا بھی ہے، رکوع بھی کرتا، سجدے بھی کرتا ہے۔ یہ شکل نماز ہے۔ لیکن خشوع وخضوع یہ ہے کہ انسان کو احساس ہو کہ میں کس کے سامنے کھڑا ہوں اور کس سے ہم کلام ہوں۔ یعنی باطنی طور پر جھکنا اور مکمل شعور کے ساتھ اللہ سے ہم کلام ہونا۔ یہ حقیقت نماز ہے اور یہ ایمانیات کی تازگی کا ذریعہ اور اپنے رب سے ہم کلامی کا ایک موقع ہے۔ جب ہم تکبیر تحریمہ ادا کرتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو دنیا سے کاٹ لیا، اب اللہ کے دربار میں حاضری ہے، پانچ مرتبہ حضوری ہے اور رب سے ہی مناجات ہے۔ جیسے احادیث میں آتا ہے کہ جب بندہ سورۃ الفاتحہ کے الفاظ ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے کلام کرتا ہے۔ گویا نماز میں بندہ پانچ وقت اللہ سے عہد و پیمان کرتا ہے۔ یہ عہد و پیمان اگر شعوری طور پر ہو رہا ہے تو یہ خشوع و خضوع ہے اور یہی حقیقت نماز ہے۔ اس آیت میں مومنوں کی پہلی نشانی یہ بتائی گئی کہ وہ خشوع وخضوع کے ساتھ نماز کی ادائیگی کرتے ہیں۔ اگلا وصف جو بیان ہوا وہ ہمارے لیے حیران کن بھی ہوگا۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③﴾ ’’اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔‘‘

لغو سے مراد ایسے کام میں وقت گزارنا جس کا نہ دنیوی اعتبار سے کوئی فائدہ ہو اور نہ اُخروی اعتبار سے۔ بندۂ مومن کا ایمان اللہ پر ہوتا ہے اور آخرت پر۔ آخرت پر ایمان کے پہلو سے ہم دیکھیں تو دنیا کا ایک ایک لمحہ ہمارے

لیے بہت قیمتی ہے۔ انہی لمحات میں ہم نے اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر کرنی ہے اور اپنے آپ کو جنت کا مستحق بنانا ہے۔ ہمارے پاس وقت بہت محدود ہے، یہ بھی نہیں معلوم کہ کب کس لمحے مہلت ختم ہو جائے اور آگے کی ابدی زندگی میں کامیابی یا ناکامی کا انحصار انہی لمحات پر ہے جو یہاں ہم گزار رہے ہیں۔ لہٰذا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور ان قیمتی لمحات میں ایسے مشاغل ڈھونڈنا جن کا کوئی فائدہ نہ ہو انتہائی بدبختی کی علامت ہے۔ آج کل ایک لغو کا استعمال بہت زیادہ نظر آتا ہے کہ جب ذرا فراغت ملتی ہے تو میڈیا کے سامنے بیٹھ جاتے ہیں، سینکڑوں چینلز ہیں اور ہزاروں ویب سائٹس، بے مقصد اور بے مصرف، ہاں منفی نتائج اس کے بہت زیادہ ہیں۔ جبکہ بندۂ مومن کے ٹائم ٹیبل میں لغو کی گنجائش نہیں ہوتی۔ اسے خوب معلوم ہے کہ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے لہٰذا میں کیوں نہ جنت کا اُمیدوار بننے کے لیے وہ کام کروں جن کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

ہم دنیا میں بچوں کو سمجھاتے ہیں کہ دیکھو! اپنا کیریئر بنانے کے لیے یہ وقت بڑا قیمتی ہے لہٰذا اسے کھیل کود میں ضائع مت کرو اور اپنے کیریئر کی طرف توجہ دو۔ لیکن خود مسلمان ہوتے ہوئے بھی ہمیں آخرت کی کوئی فکر نہیں جو ہمارا اصل مستقبل ہے۔ جس کو اصل مستقبل کی فکر ہو اس کے لیے ایک بھی لمحہ ایسا نہیں ہوگا جسے کسی لغو کام میں بسر کیا جا سکے۔ حدیث مبارکہ میں اس کی توثیق ملتی ہے کہ: ((مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ)) ''کسی انسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ کسی لایعنی کام میں وقت ضائع نہ کرے''۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝﴾ ''اور وہ جو ہر دم اپنے تزکیے کی طرف متوجہ رہنے والے ہیں۔''

جس وقت یہ آیات نازل ہوئیں اس وقت تک زکوٰۃ کا نصاب معین نہیں ہوا تھا۔ جب زکوٰۃ کا نصاب معین ہو گیا تو پھر قرآن مجید میں زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے ایتاءِ زکوٰۃ کی اصطلاح استعمال ہوئی ہے۔ یہاں زکوٰۃ سے مراد زیادہ سے زیادہ خدمت خلق میں، لوگوں کی بھلائی کے لیے، اپنا مال خرچ کرنا ہے۔ یعنی جس کو اللہ نے زیادہ دیا ہے وہ زیادہ دے۔ جس کو کم دیا ہے وہ بھی کوشش کرے کہ کچھ نہ کچھ اللہ کی راہ میں خرچ کرتا رہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ اللہ کی راہ میں انفاق کرنے سے مال گھٹتا نہیں ہے۔ لہٰذا جب ایک بندۂ مومن کو یہ یقین ہوگا اور اس یقین کی بنیاد پر جب خرچ کرے گا تو دیکھے گا کہ واقعی حقیقت یہی ہے۔

زکوٰۃ تزکیہ نفس کا ذریعہ بھی ہے، لفظ زکوٰۃ کے اندر ہی اس کا مفہوم موجود ہے۔ انسان کے اندر جو کمزوریاں ہیں ان میں سے بہت بڑی کمزوری دنیا کی محبت اور مال کی محبت ہے اور اس کی وجہ سے سب کچھ سمجھنے کے باوجود بھی انسان ادھر ہی جاتا ہے۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ۚ﴾ ''اے اہل ایمان! تمہیں غافل نہ کرنے پائیں تمہارے اموال اور تمہاری اولاد اللہ کی یاد سے۔'' (المنافقون:9)

چنانچہ مال بھی غفلت کا ایک بہت بڑا حجاب ہے لہٰذا جتنا اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے اتنا ہی یہ حجاب سرکتا چلا جائے گا اور اتنی ہی نفس کی صفائی اور پاکیزگی حاصل ہوگی۔ چنانچہ اہل ایمان کا تیسرا وصف یہاں یہ بیان ہوا کہ وہ صرف زکوٰۃ کی ادائیگی پر قناعت نہیں کرتے بلکہ جتنا اللہ نے ان کو دیا ہے اس میں سے زیادہ سے زیادہ خرچ کرتے ہیں۔

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝﴾ ''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

بندۂ مومن کے اوصاف میں sex ڈسپلن کو بہت ہی نمایاں کر کے بیان کیا گیا ہے۔ اس حوالے سے یہاں تین آیات آئی ہیں۔ ایک یہ اور دو اگلی آیات:

﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ۝﴾ ''سوائے اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں کے تو ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔''

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝﴾ ''تو جو کوئی بھی اس کے علاوہ کچھ چاہے گا تو ایسے لوگ ہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے جنسی جذبہ ہر انسان میں رکھا ہے لیکن

پریس ریلیز 11 اگست 2017ء

قائداعظم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے

پاکستان کو معرض وجود میں آئے ستر سال گزر چکے ہیں، اس عرصہ میں اسلامی نظام کے قیام کی طرف کوئی پیش رفت نہ ہو سکی

آئین کی دفعات 63,62 کو صرف اس لیے نشانہ بنایا جا رہا ہے کیوں کہ ان میں صادق اور امین کی اسلامی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں

حافظ عاکف سعید

قائداعظم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کو معرض وجود میں آئے ستر سال گزر چکے ہیں اس عرصہ میں ہم نے اسلام کے حوالہ سے پسپائی اختیار کی ہے۔ آغاز ہی میں قرارداد مقاصد آئین ساز اسمبلی نے منظور کر لی تھی، لیکن اُس کے باوجود اسلامی نظام کے قیام کی طرف کوئی پیش رفت نہ ہو سکی۔ آج پاکستان میں بعض سیکولر عناصر کی جانب سے اسلامی شعائر کا تمسخر اڑایا جاتا ہے۔ لیکن اُن سے کوئی پرسش نہیں ہوتی۔ آئین کی دفعات 63,62 کا ذکر کرتے ہوئے اُنہوں نے کہا کہ ان آئینی دفعات کو صرف اس لیے نشانہ بنایا جا رہا ہے کیوں کہ ان میں صادق اور امین کی اسلامی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ سیکولر طبقات اور نام نہاد سول سوسائٹی پاکستان میں مادر پدر آزاد معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ بے لگام آزادی کے قائل لوگوں کو پارلیمنٹ میں لانا چاہتے ہیں تاکہ عریانی اور بے حیائی کو سرکاری سرپرستی حاصل ہو جائے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان کا مستقبل صرف اور صرف اسلام سے وابستہ ہے۔ اسلام کا عادلانہ نظام قائم نہ ہوا تو پاکستان اپنے وجود کا جواز کھو بیٹھے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

اس کے لیے ایک جائز راستے کا تعین بھی کیا ہے اور وہ جائز راستہ نکاح مسنونہ ہے۔ یعنی ایک مومن اپنا جنسی تعلق صرف اپنی منکوحہ بیوی تک محدود رکھتا ہے یا پھر وہ باندیاں جو جنگ میں قید ہو کر کسی مومن کی ملکیت میں آ جائیں۔ یہ اللہ کی مقرر کی ہوئی حدود ہیں اور جو ان حدود سے تجاوز کرے وہ مومن صاحب کردار ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ مومن وہ ہے جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتا ہے۔ اس حوالے سے یہ تین آیات من وعن سورۃ المعارج میں بھی Repeat ہوئی ہیں اور اسی طرح قرآن میں نکاح کی بھی خصوصی تاکید کی گئی ہے کہ جیسے ہی اولاد بلوغت کو پہنچے تو ان کا فوراً نکاح کر دینا چاہیے۔ قرآن یہاں تک بھی حکم دیتا ہے کہ:

﴿ وَاَنۡکِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡکُمۡ ﴾ (النور:32) ''اور نکاح کر دیا کرو بیواؤں کا اپنے میں سے''

جبکہ ہمارے ہاں بیوہ کا نکاح بڑا معیوب سمجھا جاتا ہے۔ ہمارے ہاں اسلامی ماحول بنا ہی نہیں ہے۔ وہی ہندوانہ معاشرت کے اثرات ابھی تک ہمارے اوپر غالب ہیں۔ اسی طرح اگر مناسب عمر میں کسی کی بیوی فوت ہوگئی تو اب اس کی اولاد اور اس کے رشتہ دار ہی سب سے پہلے رکاوٹ بنیں گے کہ تم مزید نکاح نہیں کر سکتے۔ یہ غلط طرزِ عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کے سو فیصد برعکس ہے۔ اس کے نتائج بھی صحیح نہیں نکلتے۔ جنسی جذبہ اللہ تعالیٰ کی حکمت تخلیق کا ایک اہم جزو ہے، اس کو نسل انسانی کی بقاء کا ذریعہ بنایا گیا ہے اور نکاح سے اس کو تقدس دیا ہے۔ حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ: ''نکاح کرنا میری سنت ہے۔'' جو اس جائز راستے سے ہٹ کر غلط راستہ اختیار کرے گا تو اس کے لیے قرآن میں سخت وعید ہے۔ لہٰذا عزت وعفت کی حفاظت ایک مومن کی میراث ہے۔

﴿ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ لِاَمٰنٰتِہِمۡ وَعَہۡدِہِمۡ رٰعُوۡنَ ۙ﴾ ''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

یہاں بندۂ مومن کے دو اوصاف بیان ہوئے ہیں جو بہت ہی اہمیت کے حامل ہیں۔ یعنی امانت کی پاسداری اور عہد کی پابندی۔ یہ بنیادی اور پسندیدہ اوصاف ہیں۔ اگر کسی قوم میں یہ دو اوصاف نہ ہوں تو وہ قوم لازماً انحطاط اور زوال کا شکار ہوگی۔ ان دو اوصاف کو ایک حدیث میں واضح کیا گیا۔ حضرت انس ؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول ﷺ نے ہمیں بہت کم ایسا خطبہ ارشاد فرمایا جس میں یہ نصیحت نہ کی ہو: ''جو شخص امانت دار نہیں اس کا ایمان نہیں اور جو وعدہ کا سچا نہیں اس کا دین نہیں۔'' (بیہقی)

ہمارے ہاں امانت کا ایک محدود تصور ہے کہ کسی کے پاس کوئی قیمتی چیز بطور امانت رکھوائی جائے اور مطالبے پر بغیر کسی چوں وچراں کے واپس کر دی جائے تو یہ امانت کی پاسداری ہے۔ حالانکہ امانت کا تصور بہت وسیع ہے۔ عہدہ یا منصب بھی ایک امانت ہے۔ اگر آپ کسی عہدہ پر ہوتے ہوئے اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہیں تو یہ بھی امانت میں خیانت ہے۔ اسی طرح اولاد بھی امانت ہے۔

((کُلُّکُمۡ رَاعٍ وَکُلُّکُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَعِیَّتِہٖ))

''تم میں سے ہر شخص محافظ اور نگران ہے اور اس سے ان لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ ہوگی جو اس کی نگرانی میں ہیں''۔ (مسلم)

اگر والدین اولاد کی صحیح پرورش اور تربیت نہیں کریں گے، انہیں جہنم کی آگ سے آزادی کے لیے ضروری دینی تعلیم نہیں دیں گے تو روزِ محشر ان سے اس بارے میں پوچھا جائے گا۔ یعنی امانت کا تصور تو تمام معاملات پر حاوی ہے۔ اسی طرح عہد کی پاسداری بھی ضروری ہے۔ حلف بھی ایک عہد ہے۔ ہمارے ہاں صدر، وزیراعظم اور اعلیٰ سرکاری وسول عہدیدار حلف اُٹھاتے ہیں، حلف کے الفاظ تو پڑھ لیتے ہیں لیکن بعد ازاں اس کی دھجیاں بکھیری جاتی ہیں۔ اگر امانت کا وصف اور عہد کی پاسداری نہ ہو تو یہ چیز دنیوی معاملات میں بھی قوموں کو تباہ کر دینے والی ہے اور اصل بربادی تو اُخروی ہے جس کے حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان واضح ہے۔ دین بھی ایک عہد ہے۔ ہم نماز کی ہر رکعت میں اللہ سے عہد کرتے ہیں کہ:

﴿ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ ؕ﴾ ''ہم صرف تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور ہم صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔''

اگر ہم پورے ہوش وحواس کے ساتھ نماز ادا کر رہے ہوں اور ہمیں احساس ہو کہ ہم اللہ سے کیا عہد کر رہے ہیں تو یقیناً یہی نماز ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں میں انقلاب کا پیش خیمہ بن جائے۔ کیونکہ جب ہم تمام باطل اور طاغوتی سہارے چھوڑ کر صرف ایک اللہ سے مدد چاہیں گے اور غلامی کی سب زنجیریں توڑ کر صرف ایک اللہ کی غلامی اختیار کریں گے تو لازماً ہم سرخرو ہوں گے اور اللہ اپنے وعدے کے مطابق ہمیں دنیا میں غلبہ اور سربلندی عطا کرے گا۔ چنانچہ اگلی آیت میں اسی لیے مومنوں کی یہ خصوصیت بیان کی گئی کہ:

﴿ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ عَلٰی صَلَوٰتِہِمۡ یُحَافِظُوۡنَ ۘ﴾ ''اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری محافظت کرتے ہیں۔''

محافظت سے مراد یہی ہے کہ پابندیٔ وقت اور پورے اہتمام کے ساتھ نماز کی ادائیگی کی جائے تاکہ کوئی نماز قضا نہ ہونے پائے۔ ہمارے ہاں ایک تصور عام ہے کہ فلاں صاحب بڑے اللہ والے ہیں کہ وہ ہر وقت نماز میں ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے لیے مسجد میں جانا اور باقاعدہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری نہیں۔ اس تصور کا اس دین اور ہدایت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے جو نبی اکرم ﷺ لے کر آئے۔ نبی اکرم ﷺ تو سفر حیات کے آخر تک ٹھیک وقت پر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے رہے۔ نماز بھی اس پورے نظام کا حصہ ہے جس کو اگر پھیلا دیں تو پوری ریاست کا نظام بنتا ہے۔ ہمارے دین کے اندر اجتماعیت کی بڑی اہمیت ہے۔ ایک اجتماعی نظام، ایک خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت اور خلیفہ کے ذمے پوری دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے۔ خلیفہ جسے حکم دے اُسے وہ کام ہر حالت میں کرنا ہے۔ یہ سارا نظام نماز سے ہی جزئیت ہوتا ہے کہ دن میں پانچ وقت جماعت اکٹھی ہوتی ہے۔ یہ نماز کا ظاہری پہلو ہے اور اس کی بھی اپنی ایک اہمیت ہے۔ جبکہ نماز کا باطنی پہلو حقیقت نماز ہے۔ چنانچہ ان گیارہ آیت میں بندۂ مومن کے اوصاف میں پہلا اور آخری وصف یہی بیان ہوا ہے کہ وہ نماز میں ان دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھتا ہے۔

﴿ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡوٰرِثُوۡنَ ۙ﴾ ''یہی لوگ ہیں جو وارث ہوں گے۔''

ویسے تو ہر مسلمان کا دعویٰ ہے کہ جنت ہمیں ملے گی لیکن حقیقت میں جنت ان ہی لوگوں کی میراث ہے جو ان اوصاف کے مالک ہوں گے جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔

﴿ الَّذِیۡنَ یَرِثُوۡنَ الۡفِرۡدَوۡسَ ؕ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ﴾

''وہ وارث ہوں گے ٹھنڈی چھاؤں والے باغات کے' اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔''

قرآن میں عموماً جنت کی انہی نعمتوں کا ذکر ملتا ہے جن کو ایک انسان جانتا، سمجھتا اور محسوس کر سکتا ہے لیکن حقیقت میں جنت کی اصل نعمتیں وہ ہوں گی جن کو نہ کسی آنکھ نے آج تک دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے ذہن میں ان کا تصور بھی آیا ہے۔ ان تمام نعمتوں کے حقیقی وارث وہی لوگ ہوں گے جو ان تمام اوصاف کے مالک ہوں گے۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ! اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اجۡعَلۡنَا مِنۡھُمۡ!!

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

نوحہ رُوحِ ابوجہل درحرمِ کعبہ (2)

4	تا بساطِ دین آبا در نورد	با خداوندانِ ما کرد آنچہ کرد!

جب اس (ﷺ) نے ہمارا آباء کے دین (کو بے بنیاد اور غلط کہہ کر اس) کی بساط لپیٹ دی تو ہمارے ان خداؤں کے ساتھ اس نے وہ کچھ کیا جو اب سامنے ہے یہ شکست وریخت آنکھوں سے نظر آ رہی ہے

5	پاش پاش از ضربتش لات و منات	انتقام از وے بگیر اے کائنات!

اُس (ﷺ) کی ضرب (قرآن) سے (ہمارے) لات ومنات پاش پاش ہوگئے اے کائنات (اگر تیرے بننے اور چلنے میں لات ومنات کا کوئی دخل ہے) تو اس (محمد ﷺ) سے کوئی بدلہ لے

6	دل بغائب بست و از حاضر گسست	نقش حاضر را فسونِ او شکست

اُس (ﷺ) نے ایمان بالغیب کی طرف دلوں کو متوجہ کیا اور حاضر (اس مادی دنیا) سے (دل کو) ہٹایا (ہماری بساطِ فکر وتہذیب کی بنیاد) نقش حاضر (بت پرستی) کی سحر انگیزی کو بے اثر کر دیا

7	دیدہ بر غائب فروبستن خطا ست	آنچہ اندر دیدہ می ناید کجا ست!

(اے مکہ کے لوگو میرے نوجوانو! سنو) غیب پر نگاہ مرتکز کر لینا غلطی ہے اور جو نظر ہی نہیں آتا وہ درحقیقت ہے ہی نہیں

8	پیش غائب سجدہ بردن کوری است	دین نو کورا ست و کوری دوری است

غائب کے سامنے سجدہ کرنا اندھا پن ہے یہ نیا دین اندھا ہے اور اندھا پن حقیقت سے دور کرتا ہے

9	خم شدن پیش خدائے بے جہات!	بندہ را ذوقے نہ بخشد ایں صلوٰت!

جہات سے پاک خدا کے سامنے جھکنا ایسی نماز بندے کو کوئی ذوق عطا نہیں کرتی

4۔ صدیوں سے ہم اپنی مرضی سے زندگی گزار رہے تھے جسے ہم نے ’دین‘ کا نام دے رکھا تھا جس کی بساط اس شخص (حضرت محمد ﷺ) نے غلط کہہ کر لپیٹ دی ہے۔ اس نے ہمارے خداؤں کے ساتھ وہ کچھ کر دیا ہے جو دشمنوں کی فوجیں بھی نہیں کر سکیں۔ اب ہمارے ہی لوگ اور جوان ہم سے برگشتہ اور اس کے ہم خیال بنتے جا رہے ہیں اور شکست وریخت نگاہوں کے سامنے ہے (جس طرح مغرب میں اور دنیا میں بالعموم اسلام پھیل رہا ہے وہ آج کے ابوجہلوں کے پیٹ میں مروڑ اُٹھنے کا باعث بن رہا ہے)۔

5۔ اس (عظیم مافوق الفطرت انسان حضرت محمد ﷺ) کی ایک ضرب سے ہمارے صدیوں سے تراشے بت لات ومنات اور اُن سے متعلق (یونانی بتوں سے متعلق من گھڑت کہانیوں کی طرح) مضبوط توہّمات پاش پاش ہوگئے ہیں۔ اے لات ومنات (اور وینس وزیوس) اگر تمہارا اس کائنات میں کچھ دخل ہے تو ضرور اس شخص سے بدلہ لو اور اسے نقصان پہنچاؤ۔

6۔ اس شخص (ﷺ) نے لوگوں کو حاضر وموجود (مادّی دنیا) سے بے زار کر کے نظر نہ آنے والے اللہ کی طرف متوجہ کر دیا ہے اور ان کے دل اس سے محبت کر رہے ہیں۔ اس نے ہماری مادّی دنیا (سرمایہ داری، بے حیائی، عریانی، فلم ڈراما، نائٹ کلب کلچر، لذتوں کی تلاش اور استحصالی نظامِ حیات) سے سراسر لوگوں کو برگشتہ کر دیا ہے اور عصر حاضر کے تمام فلسفوں کو لات مار دی ہے۔

7۔ اے لوگو! نوجوانو! سنو۔۔۔ غیب پر نگاہ مرتکز کر لینا غلطی اور دھوکہ ہے جو نظر ہی نہیں آتا (حواسِ خمسہ میں نہیں آتا ہے) وہ درحقیقت موجود ہی نہیں۔ بنظر غائر دیکھا جائے تو ابوجہل کا یہ نوحہ دراصل ابلیسی مکر وفن کا شاہکار ہے۔ ابلیس کی تگ ودو یہی ہے کہ انسان صرف حاضر وموجود کا پرستار بنے اور غیب (کائنات کے آنکھ سے نظر نہ آنے والے حقائق) کا انکار کر دے۔ اس طرح ابلیس انسان کو دنیا پرست، عیش پرست اور کماؤ کھاؤ اور مزے کرو، کی پالیسی پر ڈال کر اس کی عاقبت خراب کرنا چاہتا ہے۔ افسوس کہ پہلے بھی اور آج بھی انسانوں کی اکثریت ابلیس کی اس چال اور واردات کو نہیں سمجھی اور اسے اپنی ’دریافت‘ اور چالاکی سمجھ کر اپنا ہی نقصان کرتے چلے جا رہے ہیں۔

8۔ کسی اَن دیکھے ’معبود‘ کے سامنے سجدہ ریز ہو جانا اندھا پن ہے اور سائنس کے بعض اصولوں کی نفیٔ کامل ہے جو حواس خمسہ کے علاوہ علم، معلومات اور خبر کا ذریعہ کسی چیز کو نہیں مانتی۔ آج کی جدید مغربی تہذیب انہی سائنسی اصولوں کے بیت العنکبوت (کمزور گھر HOUSE OF CARDS) پر استوار ہے اور اس کا سارا تانا بانا اور اَقدار اسی اصل الاصول سے ماخوذ ہیں جو بذاتِ خود محل نظر اور فریب ہے۔ علامہ اقبال نے اپنی مشہور نظم شکوہ میں اسلام کے آغاز میں مکہ کی حالت اور پوری دنیا کے مشرکانہ نظام عبادات واخلاق کا یہی نقشہ کھینچا ہے:

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر
خوگرِ پیکر محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر؟

9۔ ایسی ہستی جو بے جہات ہو اور نظر نہ آنے والا وجود رکھتی ہو اس کے سامنے خود کو جھکا دینا اور سر زمین پر رکھ دینا ابوجہل کے نزدیک انسان کی تذلیل ہے جبکہ خود تراشیدہ بت کے سامنے سجدہ کرنا باعث عزت ہے، یا اسفا! حالانکہ یہی انسان آج سے سینکڑوں سال پہلے بھی بے شمار اَن دیکھی حقیقتوں کو مانتا تھا اور آج کے جدید سائنسی دور میں بھی پہلے سے زیادہ مانتا ہے مگر دعویٰ وہی ہے دراصل انسان غیر شعوری طور پر ابلیس کے ہاتھوں یرغمال ہے ورنہ ایسا غیر منطقی موقف کبھی اختیار نہیں کر سکتا۔

ہمیں یہ بات تسلیم کرنی چاہیے کہ پاکستان میں اسٹیبلشمنٹ کا اثر ورسوخ باقی ممالک کی نسبت زیادہ ہے اور وہ بعض اوقات بالکل عریاں ہوکر سامنے آجاتا ہے۔ جیسے یہاں آرمی حکومت پر بھی قابض ہوجاتی ہے جبکہ باقی ممالک میں ایسا نہیں ہوتا: ایوب بیگ مرزا

ملک کی بھلائی تو اسی میں ہے کہ یہاں کرپٹ عناصر کی صفائی ہو اور بامقصد اور پُرعزم حکومتیں آئیں۔ ان کو لانے میں کون ممدومعاون ہوسکتا ہے، اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

نواز شریف کی نااہلی میں پس پردہ ہاتھ کے موضوع پر

حالاتِ حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: پانامہ کیس میں سپریم کورٹ نے وزیراعظم نواز شریف کو نااہل قرار دیا۔ کیا یہ پورا کیس بالکل اصلی طریقے سے چلایا جارہا ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے؟

ایوب بیگ مرزا: آج کی دنیا میں جتنے ممالک بھی سیاسی، عسکری اور جغرافیائی لحاظ سے اہم ہوتے ہیں وہاں یہ ممکن نہیں ہے کہ خفیہ قوتوں یا اسٹیبلشمنٹ کا سیاست میں کوئی رول نہ ہو۔ البتہ اس میں کمی بیشی ضرور ہوتی ہے یعنی جن ممالک میں جمہوریت زیادہ مضبوط ہوتی ہے وہاں یہ سلسلہ کچھ کم ہوتا ہے اور جن ممالک میں جمہوریت مضبوط نہیں وہاں یہ قوتیں زیادہ ملوث ہوتی ہیں۔ امریکہ اس وقت دنیا میں سپریم پاور ہے لیکن وہاں بھی وائٹ ہاؤس اور پینٹاگون کئی دفعہ ایک پیج پر نہیں ہوتے لیکن ملک کی بہتری کے حوالے سے ان کا ہدف ایک ہوتا ہے البتہ دونوں اس کو مختلف طریقے سے حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ایک حاصل کرلے تو دوسرا اس کی ٹانگ نہیں کھینچتا۔ یعنی اسٹیبلشمنٹ مختلف معاملات میں حکومت سے ٹکراتی ضرور ہے لیکن وہ حکومت کو نقصان نہیں پہنچاتی۔

سوال: کیا بھارت میں بھی ایسا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بھارت جس طریقے کا ملک ہے وہاں آرمی کی بڑی قوت ہے جو بظاہر نظر نہیں آتی۔ مثلاً سیاچن کے حوالے سے راجیو گاندھی اور بے نظیر کے درمیان اسلام آباد میں ایک معاہدہ ہوا اور راجیو نے کہا کہ وہ واپس انڈیا جاکر اس کے مسودے پر دستخط کرے گا لیکن انڈین آرمی اس کے آڑے آگئی اور وہ مسودہ آج تک بغیر دستخطوں کے ہماری وزارت خارجہ میں پڑا ہے۔ لیکن ہمیں یہ بات تسلیم کرنی چاہیے کہ پاکستان میں اسٹیبلشمنٹ کا اثر و رسوخ باقی ممالک کی نسبت زیادہ ہے اور وہ بعض اوقات بالکل عریاں ہوکر سامنے آجاتا ہے۔ جیسے یہاں آرمی حکومت پر بھی قابض ہوجاتی ہے جبکہ باقی ممالک میں ایسا نہیں ہوتا۔ جہاں تک پانامہ کیس کا تعلق ہے تو آغاز میں اس کے پیچھے کسی نادیدہ قوت کا ہاتھ نہیں تھا اور یہ خالصتاً صحافتی معاملہ تھا جس کی تحقیق 400 صحافیوں نے مل کر کی۔ لیکن جب دنیا کے تقریباً 150 ممالک کے حکومتی سربراہوں اور مختلف عہدیداروں کے نام پانامہ پیپرز میں آ

مرتب: محمد رفیق چودھری

گئے تو پھر یہ ممکن نہیں تھا کہ اسٹیبلشمنٹ یا نادیدہ قوتیں اس سے الگ تھلگ رہتیں۔ نواز شریف کے کیس میں بھی یقیناً بعض نادیدہ قوتیں عدلیہ کے پیچھے ہوں گی لیکن اپنی نااہلی کی ذمہ دار شریف فیملی خود ہے جس نے بڑے Blunders کیے ہیں۔ مثلاً ان کی فیملی ممبرز کے بیانات میں تضاد بہت زیادہ تھا۔ پھر جعلی دستاویزات داخل کرانا، بدنام زمانہ قطری خط وغیرہ۔ یہ تمام کام انہوں نے خود کیے ہیں۔ ظاہر ہے اسٹیبلشمنٹ نے تو نہیں کیے۔

سوال: اگر اس معاملہ میں کسی دوسری قوت کا ہاتھ تھا تو پھر یہ ہاتھ مشرف، آیان علی اور ڈاکٹر عاصم کے کیس میں نظر کیوں نہیں آیا؟

ایوب بیگ مرزا: عاصم کے معاملے میں وہ ہاتھ اس کے بالکل خلاف نظر آتا ہے۔ سندھ گورنمنٹ اس کی حمایت کررہی ہے اور رینجرز اس کی مخالفت کررہے ہیں۔ ایان علی کا معاملہ خالصتاً سندھ حکومت کا تھا کیونکہ الزام سندھ حکومت پر آرہا تھا۔ لہٰذا بجائے اس کے کہ سندھ حکومت داعی بنتی وہ مدعا علیہ کا ساتھ دے رہی تھی۔

سوال: اس کا مطلب ہے کہ pick and choose کی صلاحیت نادیدہ قوتوں کے ہاتھوں میں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یقیناً ہے لیکن جے آئی ٹی کے لوگ بھی سپریم کورٹ نے خود ہی مقرر کیے تھے اور انھیں مکمل تحفظ کی یقین دہانی بھی کرائی گئی تھی۔

سوال: یہ کیس تو ٹرائل کورٹ میں ہونا چاہیے سپریم کورٹ میں کیسے چلا گیا؟

ایوب بیگ مرزا: یہ بات اپنی جگہ بالکل درست ہے کہ سپریم کورٹ ٹرائل کورٹ نہیں ہے۔ اس لحاظ سے اس کیس کو براہِ راست سپریم کورٹ میں نہیں جانا چاہیے تھا۔ سپریم کورٹ میں صرف تین قسم کے کیس جاسکتے ہیں: (1) آئینی (2) انسانی حقوق سے متعلق اور (3) ازخود نوٹس لیے گئے۔ لیکن پانامہ کے معاملے میں صورتِ حال یہ پیدا ہوگئی کہ جب عمران خان نے اسلام آباد کو لاک ڈاؤن کیا تو سپریم کورٹ نے ازخود نوٹس لیتے ہوئے دونوں فریقین کو ٹرائل پر راضی کرلیا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہم جمہوری طرزِ حکومت کے بہت حامی ہیں لیکن اصل میں پاکستان ایک نظریاتی مملکت ہے۔ یہاں پر اسلام نافذ ہونا چاہیے تھا، ہمارا آئین اسلامی آئین ہوتا اور اس کے مطابق فیصلے ہوتے۔ بہرحال پانامہ کیس کا فیصلہ آئین کی شق 62.1.F کے تحت ہوا اور اب سننے میں آرہا ہے کہ اگر ہم یہ شقیں نکال دیتے تو ایسا فیصلہ نہ ہوتا۔ یہ شق ہوتی یا نہ ہوتی ایک بات تو واضح ہے کہ حکمرانوں کی زندگی ہر کسی کی توجہ میں ضرور آجاتی ہے لہٰذا سیکولر نظام حکومت ہو یا اسلامی نظام حکومت ہو ایسے لوگوں کی زندگی بہت شفاف ہونی چاہیے۔ یعنی ان کو معاملات میں بہت محتاط ہونا چاہیے۔ کوئی ایسا موقع نہیں

دینا چاہیے کہ لوگ ان پر انگلیاں اُٹھائیں۔ ہمارے سامنے خلفائے راشدینؓ کی مثالیں ہیں کہ وہ کیسے اپنی زندگیوں کو بہت شفاف رکھتے تھے۔ کم سے کم میں گزارہ کرتے تھے۔ نواز شریف صاحب کی حکومت تیسری دفعہ وقت سے پہلے ختم کر دی گئی۔ لہٰذا انھیں ان چیزوں کے متعلق بہت محتاط ہونا چاہیے تھا، یعنی نادیدہ قوتوں کو ایسا موقع ہی نہیں دینا چاہیے تھا بلکہ ایسا نظام بنانا چاہیے تھا جس میں احتساب کو بنیادی مقام حاصل ہوتا اور یہ دوسروں کا احتساب کرتے۔

سوال: جب ملک کے حالات اتنے مخدوش تھے تو پھر نادیدہ قوتوں نے ایسا اپ سیٹ کیوں Create کیا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس وقت صورت حال ایسی تھی کہ اپوزیشن جماعتیں ایک طرف اکٹھی ہو رہی تھیں اور حکومت دوسری طرف تھی، سول ملٹری تعلقات ٹھیک نہیں تھے اور حکومت کی کارکردگی صفر تھی لہٰذا اگر تصادم یا انتشار کا خطرہ ہو تو بہتر یہی ہوتا ہے کہ اس انتشار کو جمہوری طریقے سے ختم کیا جائے۔ لہٰذا میں سمجھتا ہوں کہ سپریم کورٹ نے بہت بہتر انداز میں اس کیس کو ڈیل کیا ہے اور ابھی تک کوئی حتمی فیصلہ نہیں دیا۔ صرف ایک چیز یہ سامنے آئی کہ دفعہ 62 کے تحت نواز شریف صادق اور امین نہیں رہے اور باقی معاملات سپریم کورٹ نے مزید تحقیقات کے لیے دوبارہ نیب کے پاس بھیج دیے ہیں تاکہ وہ کیس کو مکمل ثبوتوں کے ساتھ پیش کرے۔

سوال: خواجہ آصف نے اسمبلی میں کہا تھا کہ عوام 6 مہینے کے بعد پانامہ کو بھول جائیں گے کیا یہ ان کی خام خیالی تھی؟

ایوب بیگ مرزا: میں کہتا ہوں کہ یہ ان کی بڑی پختہ خیالی تھی۔ آپ ماضی میں دیکھیں کہ حکمرانوں پر کرپشن کے کتنے الزام لگے مگر عوام بھول گئے۔ اسلم بیگ کیس کہاں گیا؟ اسی طرح حدیبیہ پیپر کیس کو فی الحال بھولا جا چکا ہے۔ شنید ہے کہ دوبارہ اُٹھایا جا رہا ہے۔ جب دوبارہ اُٹھایا جائے گا تو پھر دیکھا جائے گا۔ سپریم کورٹ صرف فیصلہ دیتا ہے، اس پر عمل درآمد تو حکومت کرتی ہے۔ سپریم کورٹ فیصلہ دے چکا ہے اور ایگزیکٹو اس پر عمل درآمد ہی نہیں کر رہی۔ آپ کہتے ہیں کہ پانامہ کیس کو نادیدہ قوتوں نے choose کیا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ایک شخص کا عزم تھا کہ اس نے اس کیس کو بھولنے نہیں دیا۔ وہ پانامہ کیس کو لے کر اس طرح کھڑا رہا کہ اداروں کے پاس اس کیس کو لینے کے سوا کوئی آپشن ہی نہ رہا۔ اس موقع پر میڈیا دو حصوں میں منقسم ہو گیا۔ ایک پرو نواز شریف اور دوسرا پرو عمران خان۔ پرو عمران میڈیا نے پانامہ کا واویلا اس انداز میں مچائے رکھا کہ سپریم کورٹ کے پاس اس کو منطقی انجام تک پہنچانے کے علاوہ کوئی دوسرا حل ہی نہیں تھا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ نواز شریف احتساب کرتے کیونکہ وہ وزیراعظم تھے۔ اپنی الیکشن مہم میں تو وہ کہتے تھے کہ میں زرداری کا پیٹ پھاڑوں گا لیکن بجائے پھاڑنے کے اُلٹا زرداری کا پیٹ بھرنا شروع کر دیا۔ جب وہ خود کسی کا احتساب نہیں کرتے تو پھر جب دوسرا آئے گا تو ان کا احتساب ہو جائے گا۔ صاف بات یہ ہے کہ ہمارے ادارے مضبوط نہیں ہیں۔ ہماری پارلیمنٹ کا حال یہ ہے کہ ہمارے وزیراعظم صاحب چار سالوں میں صرف چار بار وہاں گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون! یہ جمہوری ملک ہے۔ برطانیہ کی پارلیمنٹ میں کوئی دن ایسا نہیں ہوتا جس میں وزیراعظم موجود نہ ہو۔ نیب کو دیکھ لیں۔ اس کا سربراہ ایک ایسے شخص

> جب ادارے ہی تباہ ہو چکے ہیں تو احتساب کون کرے گا؟ نیب کا سربراہ ایک ایسے شخص کو بنا دیا گیا جس پر منشیات کی اسمگلنگ کا کیس تھا۔ ایس ای سی پی کا چیئرمین ایک ایسے شخص کو بنا دیا جو جعل سازی میں پکڑا بھی گیا۔

کو بنا دیا گیا جس پر منشیات کی اسمگلنگ کا کیس تھا۔ ایس ای سی پی کا چیئرمین ایک ایسے شخص کو بنا دیا جو جعل سازی میں پکڑا بھی گیا۔ ہمارے ہاں ادارے تباہ و برباد کر دیے گئے ہیں۔ جب ادارے تباہ و برباد ہو جائیں گے تو پھر احتساب کون کرے گا؟

سوال: کیا اس پورے معاملے میں انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ کا بھی کوئی کردار ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بات یہ ہے کہ کسی بھی ملک میں کوئی معاملہ اٹھتا ہے تو اس میں ملکی اور انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ کود پڑتی ہیں۔ یہ ان کا فوری عمل ہوتا ہے۔ یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ سائیڈ پر بیٹھ کر منہ دیکھتی رہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب یہ کیس چل پڑا اور معلوم ہونے لگا کہ شاید نواز شریف نااہل ہو جائیں تو ہمارے ملک میں انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ کی پراکسی جنگ ہوئی۔ یعنی پرو امریکہ اسٹیبلشمنٹ اور اینٹی امریکہ اسٹیبلشمنٹ کی۔ چونکہ نواز شریف بھارت کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتے تھے اور وہ فوج کی قوت کو ختم کرنا چاہتے تھے اور یہی امریکہ کے مطالبات ہیں کہ فوج کو نیچے گراؤ اور بھارت کو اپنا مائی باپ مان لو۔ لہٰذا امریکہ اور برطانیہ دونوں نے نواز شریف کو سپورٹ کیا۔ لیکن نواز شریف کی مخالفت نہیں ہوئی بلکہ اس انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ کی مخالفت ہوئی۔ اسی وجہ سے دوبئی نے جے آئی ٹی کو ثبوت فراہم کر دیے لیکن امریکہ اور برطانیہ نے ثبوت نہیں دیے۔

سوال: دوبئی نے ثبوت کیسے فراہم کر دیے حالانکہ دوبئی تو سی پیک کا سب سے بڑا مخالف ہے؟

ایوب بیگ مرزا: قطر کے ساتھ اچھے تعلقات ہونے کی وجہ سے نواز شریف کا دوبئی کے ساتھ معاملہ خود بخود خراب ہو گیا۔ اس وجہ سے دوبئی نے جے آئی ٹی کی مدد کی۔ البتہ والیم دس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں کوئی ایسی خوفناک چیزیں ہیں جو نواز شریف کے خلاف جاتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بعض دوسرے ممالک سے شواہد آئے تھے لیکن وہ ملکی سلامتی کے پیش نظر ظاہر نہیں کیے گئے۔

سوال: اس وقت جو پرو چائنہ اسٹیبلشمنٹ ہے اس کو نواز شریف سے کیا معاملہ ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہر ملک کا اپنا ایجنڈا اور اپنے مفادات ہیں اور وہ اپنے مفادات کو تحفظ دیتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں سی پیک منصوبہ چل رہا ہے اور یہ منصوبہ نواز شریف کے زمانے کا نہیں ہے بلکہ مشرف کے زمانہ کا ہے۔ اس حوالے سے ہمارے عوام کو ان معاہدوں کا علم نہیں جو ہماری حکومت نے چائنہ سے کیے ہیں۔ چائنہ کو نواز شریف یا کسی دوسرے حکمران سے غرض نہیں ہے بلکہ اسے صرف اپنی پلاننگ سے غرض ہے کہ وہ پلاننگ smoothly چلے اور اس میں کوئی رکاوٹ نہ آئے۔ لیکن پاکستان کے حالات ایسے تھے کہ اس میں رکاوٹ آ رہی تھی۔ اسی وجہ سے سپریم کورٹ نے پانامہ کیس کو لے کر انتشار کو ختم کیا۔ سی پیک کی حفاظت کے لیے ہماری آرمی بھی ذمہ دار ہے۔ البتہ انڈیا اور امریکہ کو اس منصوبے پر تحفظات ہیں۔ لہٰذا عالمی اسٹیبلشمنٹ میں اس معاملے پر کافی clash ہے۔

سوال: ایک اطلاع ہے کہ 1300 افراد کی فہرست تیار ہے جن کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔ کیا یہ کوئی reformation ہو رہی ہے؟

ایوب بیگ مرزا: شنید ہے یہ کوئی مستند خبر نہیں ہے۔ تاہم اس سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ After

all یہ لسٹ کون نکال رہا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ملک کی بھلائی تو اس میں ہے کہ یہاں کرپٹ عناصر کی صفائی ہو اور یہاں پر با مقصد اور پُر عزم حکومتیں آئیں۔ اب اس کو لانے میں کون مدد معاون ہو سکتا ہے، اس سے ہمیں کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے بلکہ ہمیں آم کھانے سے غرض ہونی چاہیے کہ ہمارے ہاں کرپشن کا خاتمہ ہو اور اس ملک میں گڈ گورننس ہو۔

ایوب بیگ مرزا: کسی زمانے میں ویت نام کی جنگ بڑے زوروں پر تھی کہ اخبارات میں ایک کارٹون شائع ہوا۔ جس میں ایک بچہ اور اس کا دادا جا رہے تھے اور اوپر سے جہاز گزر رہا تھا تو بچہ دادا سے پوچھتا ہے، دادا! یہ امن کس کو کہتے ہیں؟ چنانچہ ہمارا بھی اینٹی کرپشن سے وہی تعلق ہے۔ یعنی ہمارے لیے بھی آج اہم سوال یہی ہے کہ اینٹی کرپشن کیا ہوتا ہے؟ یعنی کرپشن سے پاک ماحول کیسا ہوتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اصل بات یہ ہے کہ ہمیں اپنے گھر کو ٹھیک کرنا چاہیے۔ ہمارا ملک مستحکم ہوگا تو کوئی ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ قرآن حکیم میں اللہ کا وعدہ ہے کہ:

﴿وَاِنْ تَصْبِرُوْا وَتَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ﴾ ”لیکن اگر تم صبر کرتے رہو اور تقویٰ کی روش اختیار کیے رہو تو ان کی یہ ساری چالیں تمہیں کوئی مستقل نقصان نہیں پہنچا سکیں گی۔“ (آل عمران:120)

اگر ہمارے ہاں گڈ گورننس ہو، ملک کرپشن سے پاک ہو، عوام الناس عملی لحاظ سے بہتر ہوں تو پھر اللہ کی بھی غیبی تائید ہمیں حاصل ہوگی اور ہمارے دشمنوں کی چالیں ہمیں نقصان نہیں پہنچا سکیں گی بلکہ ہو سکتا ہے کہ ان کی چالیں ہمارے فائدے میں چلی جائیں۔

سوال: کیا اس نظام کے تحت اتنا اچھا اور مزیدار ماحول آ سکتا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: بظاہر یہ چیز نظر نہیں آ رہی لیکن اگر ہم واقعی سچے مومن ہو جائیں تو اللہ کا وعدہ ہے کہ: ﴿وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝﴾ (آل عمران) ”اور تم ہی سربلند رہو گے اگر تم مؤمن ہوئے۔“

پاکستان مدینہ کے بعد پہلی ریاست تھی جو اسلام کے نام پر قائم ہوئی۔ لیکن ہم اس وقت نہ دین کے رہے اور نہ دنیا کے رہے۔ یعنی نہ سیکولر رہے اور نہ اسلامی رہے۔

ایوب بیگ مرزا: دراصل ہم چاہتے ہیں کہ سود کا لین دین بھی جاری رہے اور اللہ کی مدد بھی ہمیں حاصل ہو جائے۔ جو کہ ممکن نہیں ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: ہم نواز شریف صاحب کی بات کر رہے تھے۔ انہی کے پہلے دور حکومت میں سپریم کورٹ کے شریعت اپیلٹ بینچ کا فیصلہ آ گیا تھا کہ سود ہر شکل میں حرام ہے۔ اس کا متبادل نظام لانے کے لیے عدالت نے انہیں دو سال کی مہلت دی تھی لیکن انہوں نے ایک پٹیشن دائر کر کے اس سارے معاملے کو ہی سرد خانے میں ڈال دیا۔ اس کے بعد کوئی صورت نہیں بنی کہ سود سے نجات حاصل ہو سکتی۔

ایوب بیگ مرزا: یہ بات ٹھیک ہے کہ نواز شریف کے ان اعمال کا نتیجہ بھی یہ قوم بھگت رہی ہے لیکن یہ بھی ذہن میں رہے کہ قوم بھی ساری کی ساری کچھ جرائم کے ارتکاب میں ڈوبی ہوئی ہے۔ اس قوم نے اینٹی اسلام چیزیں بالکل بے خوف اور نڈر ہو کر اپنائی ہوئی ہیں۔

> **جے آئی ٹی کی رپورٹ کے والیم دس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس میں کوئی ایسی خوفناک چیزیں ہیں جو نواز شریف کے خلاف جاتی ہیں۔**

سوال: عمران خان نے پانامہ کے فیصلے پر ایک بڑا جلسہ منعقد کر کے یوم تشکر منایا۔ آپ کے خیال میں اصل تقاضا کیا تھا؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یہ بالکل غلط رواج آ گیا ہے کہ یوم تشکر مناتے وقت بھنگڑے، ڈانس، موسیقی وغیرہ کے مظاہرے ہوتے ہیں۔ حالانکہ شکر کا تقاضا تو یہ ہوتا ہے کہ انسان کا سر اللہ کے سامنے جھک جائے۔ قرآن حکیم میں آیا ہے کہ جب بنی اسرائیل کو کہا گیا تھا کہ اس شہر میں داخل ہو جاؤ، تو تمہیں فتح مل جائے گی۔ ساتھ یہ بھی کہا گیا تھا کہ:

﴿وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ؕ﴾ ”لیکن دیکھنا (بستی کے) دروازے میں داخل ہونا جھک کر اور کہتے رہنا مغفرت مغفرت، تو ہم تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائیں گے۔“ ﴿وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ ۝﴾ ”اور محسنین کو ہم مزید فضل و کرم سے نوازیں گے۔“ (البقرۃ)

نبی اکرم ﷺ کا اسوہ ہمیں نظر آتا ہے کہ آپ ﷺ مکے میں داخل ہو رہے تھے تو آپ ﷺ کی گردن اونٹ کی کوہان کے ساتھ جھکی ہوئی تھی۔

ایوب بیگ مرزا: اگرچہ ہمیں مایوس نہیں ہونا چاہیے لیکن ایک بات انتہائی مایوس کن ہے کہ اس طرح کے یوم تشکر منانے کے باوجود عمران خان کا دعویٰ ہے کہ ہم پاکستان کو مدینے کی ریاست بنائیں گے۔ کیا مدینے کی ریاست میں یہی کچھ ہوتا تھا جو یوم تشکر میں ہوا ہے؟ اگر اس لحاظ سے دیکھیں تو ہمیں ملک کا مستقبل تابناک نظر نہیں آتا۔ کوئی معجزہ ہی اس ملک کو بچا سکتا ہے۔

سوال: اگر عمران خان کو یوم تشکر منانا ہی تھا تو کیسے مناتے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: کم از کم جو کچھ ہوا وہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ قرآن کی تلاوت کی جاتی، اللہ کا رو رو کر شکر ادا کیا جاتا۔ انسان کو اپنی خطاؤں پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔ ان کی پارٹی میں بھی جیسے لوگ ہیں وہ سب کو معلوم ہے۔

آصف حمید: قارئین! ہمارا اصل تعلق اللہ سے ہونا چاہیے۔ ہمارا خلوص سب سے پہلے اپنے دین کے ساتھ ہونا چاہیے پھر پاکستان کے ساتھ ہونا چاہیے۔ کوئی بھی شخص ہو اگر وہ اللہ اور رسولؐ کے طریقے کے خلاف چلے گا تو ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ یہ ہے کہ وہ اس کی راہنمائی کرے، اس کو بتائے کہ آپ فلاں کام غلط کر رہے ہو اور کوئی بھی شخص اللہ اور رسولؐ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق چلے گا تو ہمیں اپنے سیاسی اور جماعتی مفادات سے بالاتر ہو کر اس کو تھپکی دینی چاہیے۔ جیسے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دین خیر خواہی کا نام ہے“۔ ہم (صحابہؓ) نے کہا (خیر خواہی) کس کے لیے ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے لیے، اس کی کتاب کے لیے، اُس کے رسول ﷺ کے لیے، مسلمانوں کے حکمرانوں اور عوام کے لیے“۔ لہٰذا بحیثیت پاکستانی ہمارا موقف یہ ہونا چاہیے کہ جو شخص اللہ اور رسولؐ اور دین کے لیے کوشش کر رہا ہے ہماری تائید اس کے لیے ہے اور ہماری تنقید اور دعائیں ان لوگوں کے لیے بھی ہیں جو اس کے خلاف کام کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے اور ہم سب کو اس کی توفیق دے کہ حقیقی اسلامی نظام کے نفاذ کے لیے جدوجہد کریں۔ آمین!

> **قارئین پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔**

خوش رہے رحمان بھی......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا بھر سے پانامہ کیس کے فیصلے پر بے شمار سوالات یوں اٹھائے جا رہے ہیں کہ لگتا ہے فیصلہ سب ہی کی سمجھ اور توقعات سے بالاتر ہے۔ دنیا کو تجسس بھرے انتظار میں مبتلا کر کے جس تن دہی سے پاناما کا پہاڑ کھود کر ایک عدد اقامہ برآمد کیا گیا اس پر سبھی نے حیرت کا اظہار کیا۔ ماسوائے سلیوٹ کرتے عمران خان کے جن کا لب ولہجہ یکا یک وزیراعظمانہ ہو گیا ہے۔ یہ فیصلہ کافی عرصہ سے آنے کی کوشش کر رہا تھا مگر آ نہیں پا رہا تھا۔ 2014ء میں عمران خان نے مقتدر قوتوں کی درپردہ مدد سے اسلام آباد پر یورش کی، امپائر کی انگلی بوجوہ نہ اٹھ سکی اور انتظار، انتظار ہی میں بساط الٹنے کی بس نکل گئی۔ بالآخر پانامے نے سوکھے دھانوں پر چھڑکاؤ کیا اور بالآخر کھیتی ہری ہو گئی۔ فیصلہ تیار تھا۔ لوازمات (تحقیق) بعد میں پورے ہوئے۔ یعنی تانگہ گھوڑے کے آگے جوتا گیا صاف دکھائی دے رہا ہے! بہر حال ہم تو اس جمہوریت کے یوں بھی قائل نہیں کہ مسلم ممالک میں اشک شوئی کے لیے فوجی جمہوریتیں اور کٹھ پتلی وزرائے اعظم پالے جاتے ہیں۔ یہ عین وہی سب ہے پاکستان کی پوری تاریخ فراڈ جمہوریت کے سرابوں کی نذر ہوئی۔ کہانی نئی نہیں بہت پرانی ہے۔ ایوب خان دور سے ہی سول ملٹری تعلق جو بنا تو آج وہی نفسیات کارفرما ہے۔ ایوب دور کے تذکرے کی ایک جھلک شہاب نامہ (قدرت اللہ شہاب) سے دیکھیے:

صرف ایک بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ ایک فوجی افسر چھاؤنیوں کی محدود فضا میں اپنی عمر عزیز کے 52 سال گزارنے کے بعد اچانک مسلح افواج کے ناجائز استعمال سے ایک ہنستی بستی سول حکومت کو زبردستی نکال باہر کرتا ہے اور خود مسند اقتدار پر قبضہ جما کے بیٹھ جاتا ہے۔ لیکن اس ایک عمل سے یہ لازمی نہیں کہ اس پر عقل و دانش کی ایسی بارش شروع ہو جائے کہ وہ ملک بھر کے تمام اکابرین اور ہزاروں کارکنوں کو بیک جنبش قلم نااہل، ناکارہ اور نالائق ثابت کرنے میں حق بجانب ہو۔

عقل و دانش کی یہ بارش ہمیں بار بار بھیگا بلا بنا دیتی ہے۔ مشرف انہی عدالتوں کا منہ چڑاتا پٹخی کمر کے ساتھ جہاز کی سیڑھیاں پھلانگتا بیرون ملک سدھارا۔ نہ اقامے آڑے آئے نہ غیر ملکی بینک بیلنس۔ لکڑ ہضم پتھر ہضم۔ نہ عربوں کے اربوں کے تحائف پر سوال اٹھا۔ یہ ماسٹر پلان جہاں بھی طے پایا ایک تیر سے سبھی کچھ نشانے پر آ گیا۔ عدلیہ کی ساکھ خراب ہوئی۔ اسٹیبلشمنٹ کے درپردہ کردار پر سوال اٹھائے گئے۔ سیاسی شاہی خانوادے کے لیے آسمان تک طوفان اٹھا کر ایک نہایت کمزور بنیاد پر فیصلہ دیا گیا۔ اندرونی خلفشار اور سامنے آ رہا ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔ ریمنڈ ڈیوس حال ہی میں پاکستان کے نظام قانون کا تمسخر اڑا چکا۔ کہتا ہے: قصاص و دیت قانون کا غلط استعمال کیا گیا۔ پاکستانی حکام نے میری رہائی کے لئے قانون کو مذاق بنا دیا۔ سی آئی اے کے ادنیٰ اہلکار کا پلڑا قانون کے مقابل بھاری رہا۔ اس کے انکشافات اور سوالات پر قانون کے ماتھے پر بل نہ آیا۔ نہ کوئی جے آئی ٹی بٹھانے کا سوال اٹھا! دیت کے پیسے کس نے دیئے؟ ہنوز تشنۂ جواب ہے! عدالتی نظام عام آدمی کو تحفظ دینے میں بھی ناکام ہے۔ ہر کچھ دن بعد ایک خبر آتی ہے۔ اب بھی آئی ہے کہ 15 سال بعد دو ملزموں کو بری کیا گیا۔ کورٹ در کورٹ 15 سال دھکے کھاتے رلتے خاندان بالآخر سپریم کورٹ پہنچ کر ہانپتے کانپتے بری ہو گئے۔ 15 قیمتی سالوں کا حساب کون چکائے گا؟ لاپتہ افراد...... ہزاروں کی تعداد میں۔ لیکن عدل وانصاف کے سارے دروازے ان پر بند ہیں۔ صداقت و امانت کا ہمارے گلی کوچوں سے گزر کہاں!

چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے حال ہی میں کہا کہ موبائل فون کمپنیاں پری پیڈ کارڈ کی مد میں سالانہ 300 ارب روپے کی ٹیکس چوری میں ملوث ہیں۔ گویا انٹرنیشنل کمپنیاں بھی پاکستانی حربے ہتھکنڈے ڈٹ کر استعمال کرتی ہیں! اخلاق و کردار کا ہمہ گیر دیوالیہ پٹ چکا ہے۔ اخبارات کے صفحات سیاستدانوں سمیت رنگا رنگ سکینڈلوں سے بھرے پڑے ہیں۔ کیچڑ میں لت پت داغ تو اچھے ہوتے ہیں کا اشتہار بچوں کا چلایا جاتا ہے۔ سو ملکی منظر نامہ یہی ہے۔ تن ہمہ داغ داغ شد! سندھ اسمبلی کے اجلاس میں پچھلے دنوں بھنگ چرس کے محاسن پر تادیر بات ہوتی رہی۔ سپیکر اور ممبر اسمبلی کے مابین! ہمارے ٹیکسوں پر چلنے والے ادارے چرس بھنگ کی تعریفوں کے پل باندھتے رہے۔ پی دیکھنے کا ارادہ بھی ظاہر کیا گیا!

نواز شریف نے تیسری ٹرم بچانے کے لیے پیش بندیاں کم تو نہ کی تھیں۔ پاکستان میں اقتدار کا سرچشمہ امریکہ اور پھر فوج ہے۔ دونوں کی خوشنودی ملحوظ خاطر رکھی گئی۔ امریکہ سے واپس آئے تو اچھے بھلے میاں محمد شریف کے مسلمان بیٹے نے لبرل پاکستان کی لے اٹھائی۔ قادیانیوں کو بھائی کہا۔ ان کے لیے آخری حد تک کشائش پیدا کی۔ عبدالسلام قادیانی کے نام قائداعظم یونیورسٹی کا شعبہ کر ڈالا۔ اعلیٰ، کلیدی مناصب پر قادیانی افسران کی تعیناتیاں۔ مثلاً حالیہ، مردان کے معروف قادیانی خاندان کے سپوت کی وفاقی سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ تعیناتی۔ ہولی دیوالی میں وارفتگی سے شرکت کی۔ ممتاز قادری شہیدؒ کے معاملے میں شان رسالت ﷺ کا پاس نہ کیا۔ سودی نظام کے خاتمے اور پاکستان کو اسلامی نظام دینے کے وعدے بھلا دیئے۔ جعلی پولیس مقابلوں، بند دروازوں کے پیچھے اہل دین سے نمٹنے کا نظام عدل بروئے کار لایا گیا۔ عدل ہی کی چھری ان کی وزارت عظمیٰ پر بھی چل گئی تو کیا عجب! عدل کے کھودے گڑھے میں جا پڑے۔ انہیں جس اقامے نے ڈسا، ہم تو دن رات پے درپے حکمرانوں کو اقامہ بلا اقامہ پاکستان سے باہر ہی دیکھتے رہے۔ دوران حکمرانی مشرف ہو، زرداری، الطاف حسین یا نواز شریف حقیقی سربائی گرمائی دارالخلافہ تو دبئی ہوتا ہے یا لندن۔ الطاف حسین کی تو خیر مشرف کے زیر سایہ بات ہی جدا تھی! پاکستان سے تعلق بذریعہ قومی خزانہ ہی ہوتا ہے۔ بعدازاں مشرف، پاشا، راحیل شریف بیرون ملک مسلم دنیا میں امریکی مفادات کے تحفظ کے فرائض انجام دیں یا شوکت عزیز، معین قریشی کی طرح وزارت عظمیٰ کے مزے لوٹ کر جا کھوئیں۔ ہمارے شب و روز تو ان سب کی آنیاں جانیاں دیکھنے کی نذر ہوتے ہیں! عوام، کالانعام ہور ہیں تو

دیکھ لیجیے کہ انجام کیا ہوتا ہے۔ قوم پر فراعنہ کی طرح مسلط تیس چالیس سال تک ڈکٹیٹر کیا تارے دکھاتے ہیں۔ حبیب بورقیبہ، حافظ الاسد، بشار الاسد، قذافی، حسنی مبارک، صدام حسین کے بعد ان ممالک میں ظلم وجبر کے سامنے دم نہ مارنے کا نتیجہ دیکھیے۔ نسلوں کو خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔ موصل کی اینٹ سے اینٹ بجا کر فتح کے جھنڈے گاڑنے والے ہوں۔ شام کے شہروں کے کھنڈرات ہوں۔ لیبیا، تیونس کے بدحال خانہ جنگیوں کے مارے عوام ہوں یا عقوبت خانوں میں ٹھونسی اخوان المسلمون کی مظلوم قیادت کی زبوں حالی ہو۔ پورے عالم اسلام کی پور پور زخمی ہے، خونچکاں ہے۔ پاکستان کو اسی دلدل میں دھکیلنا ان دشمنوں کا دیرینہ خواب ہے۔ یہ جوتیوں میں بٹتی دال اسی کا پیش خیمہ ہے۔

اسلام کا تو تذکرہ ہی ممکن نہیں، جمہوریت بھی عجب مخنث ہوئی پڑی ہے۔ عمران خان صاحب آرام تسلی سے بی جمہوریت کی آبیاری فرمائیں، اسلام کو معاف ہی رکھیں تو بہتر ہے۔ مولوی صاحبان انگریزی زبان پر ہاتھ صاف کریں اور اس کا تیاپانچہ کر دیں تو استہزاء وتمسخر کا طوفان کھڑا ہو جائے۔ لیکن خان صاحب اسلام کا من چاہا بیانیہ نہایت کچے، ناپختہ، سطحی انداز میں ارشاد فرمائیں تو کس کی مجال کہ انگلی اٹھائے؟ سامنے سورۃ النور، الاحزاب کے احکام توڑتا مخلوط مجمع، ابلتی موسیقی بھرے نغمات پر بازو لہراتی خواتین، مردوں کے جھرمٹ میں گھری رہنمائی کو بے تاب دینا ملک، بیڈروم میں کتوں کی تہذیب کا چلن...... اور اپنا موازنہ، تحریک انصاف کی قدم بہ قدم بڑھوتری کا موازنہ نبی کریم ﷺ سے اور آپ ﷺ کی اٹھائی تحریک سے......؟ خان صاحب کے ذاتی اعمال وافعال پر ہم تبصرہ مناسب نہیں سمجھتے۔ لیکن خدارا اپنی تقاریر کسی اسلامی سوجھ بوجھ، ذوق والے سے چیک کروا لیا کریں۔ یہ کرکٹ کا میدان نہیں۔ 18 کروڑ مسلمانان پاکستان کی نمائندگی کا سوال ہے۔ اپنے ایجنڈوں پر اسلام کا تڑکا لگا کر ہمیں اذیت سے دوچار نہ کریں۔ کیا چاہتے ہیں؟ خوش رہے رحمان بھی، راضی رہے شیطان بھی؟ جس طرح پاکستان کے جھنڈے کا ایک طے شدہ رنگ اور ڈیزائن ہے نارنجی رنگ کا یہ جھنڈا نہیں ہو سکتا۔ ہلال کی جگہ صلیب نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اسلام کا صرف ایک رنگ ہے سٹینڈرڈ! صبغۃ اللہ کا رنگ۔ خالص قرآن وسنت کا رنگ! سکالرز فارڈالرز والا رنگ نہیں۔ اسلام کو معاف رکھیے!

☆☆☆

اسلام کا فلسفۂ قربانی

ڈاکٹر محمد سعد صدیقی

حج اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ حج کی فرضیت پر نہ صرف ایمان لانا ضروری ہے بلکہ اس حکم پر عمل کرنا بھی انتہائی ضروری ہے۔ حج ادا کرنا انسان کے اعتقاد کا عملی نمونہ ہے جس سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اعتقادات کے ساتھ ساتھ عمل بھی مسلمان کے لیے ضروری قرار دیا گیا ہے۔ حج ایک عظیم الشان عبادت ہے جو صاحب حیثیت لوگوں پر زندگی میں ایک بار فرض کیا گیا ہے۔ حج کے اعمال میں قربانی بھی شامل ہے۔ قربانی کا لغوی معنی ہے قرب حاصل کرنا اور اصطلاحی معنی ہے اللہ کے نام پر خون بہانا ہے اور مقصد اللہ رب العزت کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ تمام حجاج کے لیے قربانی لازم ہونے کے ساتھ ساتھ تمام صاحب حیثیت مسلمانوں کے لیے بھی قربانی کرنا واجب ہے۔ دیگر مسلمان قربانی کے ذریعہ حج کی مشابہت اختیار کرتے ہیں۔ اللہ رب العزت فرماتے ہیں:

﴿ وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۗ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ (٣٤) ﴾

''اور ہر امت کے لیے ہم نے قربانی مقرر کر دی تھی تا کہ اللہ نے جو چوپائے انہیں دیے ہیں ان پر اللہ کا نام یاد کیا کریں پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے پس اس کے فرمانبردار رہو اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔''

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے قربانی کا حکم دیا ہے اور پھر حکم کی پیروی کرنے والوں کو خوشخبری بھی دی۔ جب اللہ رب العزت نے خوشخبری کا اعلان کر دیا تو یقینی بات ہے اللہ رب العزت اپنے اس بندے کو ضرور خوش کریں گے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ کے فرمان کا مفہوم ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک قربانی کے جانور کا خون بہانے سے بڑھ کر بنی آدم کا کوئی عمل پسندیدہ نہیں ہے۔ (ترمذی)

گویا کہ قربانی کی جگہ رقم خرچ کر دینا اتنا پسند نہیں جتنا قربانی کے عمل میں اللہ کی خوشی ہے اور پھر یہ ذبح ہو جانے والا جانور بھی تو لوگوں کے کام آتا ہے۔ قربانی کے فلسفے کے بارے میں فرمایا:

﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۗ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ (٣٧) ﴾

''اللہ کو نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون پہنچتا ہے البتہ تمہاری پرہیزگاری اس کے ہاں پہنچتی ہے اسی طرح انہیں تمہارے تابع کر دیا تا کہ تم اللہ کی بزرگی بیان کرو اس پر کہ اس نے تمہیں ہدایت کی اور نیکوں کو خوشخبری سنا دو۔''

قربانی کا اصل مقصد گوشت اور خون نہیں اور نہ ہی ان چیزوں کی اللہ کو ضرورت ہے۔ قربانی کا اصل مقصد اللہ رب العزت کی خوشنودی ہے اور جو اس عمل کو پورا کرے گا اس کے لیے یقینی خوشخبری کا حکم فرما دیا۔ معلوم ہوا کہ قربانی کا بنیادی مقصد اللہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا ہے اور یہی مقصد تمام عبادات کی اصل ہے۔ مفتی محمد شفیع عثمانیؒ فرماتے ہیں:

عبادات کی خاص صورتیں اصل مقصود نہیں بلکہ کا دل کا اخلاص واطاعت مقصود ہے۔ ﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا ﴾ میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ قربانی جو ایک عظیم عبادت ہے اللہ کے پاس اس کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا نہ وہ مقصود قربانی ہے بلکہ مقصود اصلی اس پر اللہ کا نام لینا اور حکم ربی کی بجا آوری دلی اخلاص کے ساتھ ہے۔ یہی حکم دوسری تمام عبادات کا ہے کہ نماز کی نشست وبرخاست، روزہ میں بھوکا پیاسا رہنا اصل مقصود نہیں بلکہ مقصود اصلی اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل دلی اخلاص ومحبت کے ساتھ ہے۔ اگر یہ عبادات اس اخلاص ومحبت سے خالی ہیں تو صرف صورت اور ڈھانچہ ہے، روح غائب ہے مگر عبادات کی شرعی صورت اور ڈھانچہ بھی اس لیے ضروری ہے کہ حکم ربانی کی تعمیل کے لیے اس کی طرف سے یہ صورتیں متعین فرما دی گئی ہیں۔ واللہ اعلم۔ (معارف القرآن ج6، ص:267)

کچھ لوگ اپنے تئیں یہ سوچ لیتے ہیں کہ قربانی کے پیسوں سے لوگوں کو دیگر ضروریات کو پورا کیا جانا یا اجتماعی رفاہی کاموں میں خرچ کرنا زیادہ اہم ہے۔ یہاں یہ سوچ لینا چاہیے کہ کس وقت اللہ رب العزت کی رضا کس عمل

میں ہے؟ اگر ہم اللہ رب العزت کی مرضی پر عمل کریں گے تو اپنے خزانوں سے دیگر ضروریات بھی پوری کریں گے۔ اس لیے احکام خداوندی کے مقابلے میں اپنی عقل کو ترجیح دے کر قربانی سے اعراض نامناسب عمل ہے۔ خود نبی کریم ﷺ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ یہ بات واضح فرما دیں کہ آپ کے تمام اعمال اللہ کے لیے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (۱۶۲) لَا شَرِیْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (۱۶۳)﴾

’’کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا تھا اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔‘‘

اس آیت مبارکہ میں نبی کریم ﷺ نے اس بات کا یقین دلا دیا کہ میرا ہر عمل میری مرضی سے نہیں بلکہ اللہ رب العزت کی مرضی سے ہوتا ہے۔ اور ہمیں یہ سبق دیا کہ تم بھی اپنے اعمال کو اللہ کے تابع کرلو۔ اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ اس وقت اللہ کا حکم خون بہانے کا ہے تو بلاحیل وحجت خون بہایا جائے اور دیگر معاملات کے لیے حسب استطاعت صدقات وعطیات اور ہدایا دیے جائیں۔

جب ہم اللہ رب العزت کی خواہش کو ترجیح دیں گے تو ہمارے تمام امور میں برکتیں شامل ہو جائیں گی اور حاجتیں خود بخود پوری ہونا شروع ہو جائیں گی۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسی فرمانبرداری کے موقع پر شیطانی کاموں میں ضائع ہونے والے اخراجات بھول جاتے ہیں، شادی بیاہ ودیگر خرافات پر کروڑوں روپے خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا جاتا اور قربانی کرنے میں رفاہی کام یاد آ جاتے ہیں۔ ایسی ملمع ساز سوچ یقیناً شیطان کی طرف سے القا کی جاتی ہے۔

قربانی کا یہ سلسلہ انسانیت کی ابتدا سے مختلف طریقوں سے جاری ہے۔ جبکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے لخت جگر کو اللہ کے ایک اشارے پر ذبح کرنے کی کوشش کی تو اللہ نے عرش سے ایک دنبہ بھیج دیا اور اس عمل کو قیامت تک لیے جاری فرماتے ہوئے قربانی کو شعائر اسلام قرار دیا اور اہل ثروت افراد پر لازم قرار دے دیا۔

پہلی امتوں میں قربانی کی قبولیت کا معیار یہ تھا کہ لوگ جانور ذبح کر کے میدان میں ڈال دیتے تھے اور مقبول قربانی کو آسمان سے آنے والی آگ کھا جاتی تھی، جن لوگوں کی قربانی قبول نہیں ہوتی تھی ان کو سب کے سامنے شرمندگی کا سامنا کرنا پڑتا تھا لیکن امت محمدیہ میں یہ طریقہ تبدیل ہو گیا اور اللہ نے اپنے بندوں کے عیوب پر پردہ ڈال دیا تاکہ یہ بات راز میں رہے کہ کس کی قربانی قبول ہوئی اور کس کی نہیں اور دوسرا یہ کہ اس ذبیحہ سے حاصل ہونے والے گوشت کو استعمال میں لانے کی اجازت مرحمت فرما دی۔ اب یہ گوشت خود بھی کھاؤ اور غرباء ومساکین کو بھی کھلاؤ تاکہ عید کے اس پرمسرت دن میں وہ بھی اللہ کی اس نعمت سے مستفید ہوسکیں۔

قربانی کے بہت سے اخروی فوائد ہیں جن میں ایک یہ ہے کہ قربانی کرنے والے کے تمام گناہ ذبح کے وقت خون کے پہلے قطرے کے ساتھ معاف کر دیے جاتے ہیں اور قربانی کا جانور قیامت کے دن سواری کے کام آئے گا اور یہی جانور ستر گنا بھاری کر کے اعمال کے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا۔ قربانی کے جانور کے جتنے بال ہوں گے اتنی نیکیاں زیادہ کر دی جائیں گی۔ غرضیکہ بہت بے شمار اخروی فوائد کے علاوہ دنیاوی اعتبار سے بھی بہت فوائد حاصل ہوتے ہیں۔

قربانی سے انسان کی زندگی میں مادیت پرستی کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے کہ جب انسان ایک جانور اچھی خاصی رقم خرچ کر کے خریدتا ہے اور پھر اسے محض اس لیے ذبح کر دیتا ہے تاکہ اللہ راضی ہو جائے، اس سے یہ سبق بھی ملتا ہے کہ ہمیں نہ صرف جانور بلکہ اپنی تمام خواہشات کو بھی اللہ کی منشا کے مطابق ذبح کر دینا چاہیے۔ جب ہم اللہ رب العزت کے لیے اپنی خواہشات کی قربانی دیں گے تو اللہ رب العزت انسان کی خواہشات کو بھی پورا فرمائیں گے۔

اسلام میں مال ودولت اکٹھا کرنا نامناسب عمل سمجھا جاتا ہے اس لیے صدقات، عطیات، زکوٰۃ اور قربانی کے ذریعے دولت دوسرے ہاتھوں میں منتقل ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ امراء کے مال سے غرباء فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح قربانی کے عمل سے ایک بہت بڑی معاشی سرگرمی وجود میں آتی ہے جس سے تاجر، ٹرانسپورٹرز، قصاب غرض ہر طبقے کے لوگ مالی فوائد حاصل کرتے ہیں۔

قربانی کے موقع پر کچھ لوگ یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ قربانی سے جانوروں کی نسل کشی ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک شیطانی وسوسہ ہے ورنہ کبھی نہیں ہوا کہ جن جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے وہ دنیا میں ناپید ہونا تو دور کی بات ہے کم بھی نہیں ہوتے۔ اسلام کا ضابطہ یہ ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کی جائے وہ ہمیشہ سے زیادہ ہوتی رہی ہے نتیجہ یہ قربان کیے جانے والے جانوروں کی تعداد دیگر جانوروں کے مقابلے میں ہمیشہ سے زیادہ رہی ہے۔ اس کے مقابلے میں حرام جانوروں کی تعداد بہت کم ہوتی ہے اگرچہ حرام جانوروں کا نظام تناسل بھی تیز ہے کہ ایک وقت میں 6 سے 7 تک بچے پیدا ہوتے ہیں لیکن پھر بھی وہ کہیں کہیں نظر آتے ہیں۔ جبکہ حلال جانور ایک وقت میں ایک پیدا ہوتا ہے اور گروہوں کے گروہ نظر آتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ قربانی کے موقع پر اللہ کی رضا کے لیے خون بہانا سب سے افضل عمل ہے۔ قربانی کرنا اللہ کا حکم ہے اس کا انکار فسق ہے اور اس میں بے جا تاویلیں کرنا ایمان کے لیے خطرہ کا باعث بنتا ہے۔ قربانی پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہمیں اسلامی احکام میں عقل کو شرع کے تابع کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تمام مسلمانوں کی طرف سے دی جانے والی ہر قربانی کو قبول فرمائے۔ امین!

☆☆☆

ضرورت رشتہ

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 28 سال، تعلیم انجینئر ٹیلی کمیونیکیشن سویڈن کے لیے دینی اور دنیاوی تعلیم کا حامل رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-3629080

☆ کراچی میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 27 سال، تعلیم میٹرک کے لیے دینی مزاج کے حامل لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0300-3629080

☆ واہ کینٹ میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 30 سال، تعلیم پی۔ ایچ۔ ڈی اسلامیات کے لیے پابند صوم و صلوٰۃ لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0300-3629080

☆ ملتان کینٹ کے رفیق تنظیم کو اپنے چھوٹے بھائی، عمر 26 سال، تعلیم ایم فل انگلش، گورنمنٹ ملازم کے لیے دینی مزاج کی حامل لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ملتان اور اس کے گرد و نواح کے رہائشی رابطہ کریں۔
برائے رابطہ: 0304-5858246

☆ لاہور میں مقیم رفیق تنظیم کو اپنی بیٹی، عمر 28 سال، تعلیم ایم فل انگلش لٹریچر کے لیے دینی مزاج کے حامل برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0322-7677634

☆ راولپنڈی کی رہائشی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم 5 سالہ دینی کورس (عالمہ)، بی اے جاری کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار، ترجیحاً رفیق تنظیم کا رشتہ درکار ہے۔
برائے رابطہ: 0331-9148936
0316-5275098

لازوال قربانیوں کا ملک

پروفیسر عبدالعظیم جانباز، سیالکوٹ
Azeemjanbaz77@gmail.com

مملکت خداداد پاکستان ایک عظیم نعمت اور عطیہ الٰہی ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ اس کی دل وجان سے قدر کی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو لاتعداد نعمتیں عطا کی ہیں۔ اللہ چاہتا ہے کہ لوگ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھائیں اور سجدہ شکر بجالائیں۔ نعمت کا صحیح اسلامی تصور یہ ہے کہ اس کی جتنی قدر کی جائے اللہ تعالیٰ اس میں اتنی ہی برکت عطا کرتا ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ ہم پاکستان کی جتنی قدر وعزت کریں گے، اسے اسلامی ملک بنائیں گے، یہ اتنا ہی مضبوط، مستحکم اور خوش حال ہوگا۔ اللہ ہمارے لیے آسانیوں، کامیابیوں اور فتوحات کے دروازے کھولے گا۔ ہمارے مسائل حل اور دشمن ناکام ونامراد ہوں گے۔

ہمارے وہ بزرگ جنھوں نے پاکستان کے حصول کے لیے آگ وخون کا دریا عبور کیا، وہ جانتے ہیں کہ پاکستان اللہ کی کتنی بڑی نعمت ہے۔ آج پاکستان کی قدر وقیمت بلکتے، سسکتے، تڑپتے اور خاک وخون میں نہائے ان مسلمانوں سے پوچھی جاسکتی ہے کہ جن پر آتش وآہن کی بارش برس رہی ہے۔ پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچی جارہی ہے اور ان سے زندہ رہنے کا حق چھینا جارہا ہے۔ پاکستان کی قدو قیمت ان پاکستانیوں سے بھی پوچھی جاسکتی ہے جن کو چند سال بھارتی زندانوں میں گزارنے پڑے۔ جب یہ بھارتی جیلوں سے رہا ہوکر پاکستان پہنچتے ہیں تو بے ساختہ سجدوں میں گر جاتے ہیں، پاکستان جیسی نعمت پر اللہ کا شکر بجالاتے ہیں اور پوری قوم کو بھی پاکستان کی قدر کرنے کی نصیحت کرتے ہیں۔

بلاشبہ یہ ایک لمحہ فکریہ ہے اور ہمیں سوچنے کی بھی ضرورت ہے کہ ہم جس پاکستان میں رہ رہے ہیں، آیا وہ ویسا پاکستان ہے جس کے حصول کے لیے ہمارے آباء واجداد نے لازوال اور بے مثال قربانیاں دی تھیں۔ کیا انھوں نے ایسے پاکستان کے بارے میں سوچا تھا جہاں دہشت گرد دندناتے پھرتے ہوں اور خلق خدا کو اپنے تحفظ کا کوئی راستہ نہ ملتا ہو؟ کیا انھوں نے ایسے پاکستان کا خواب دیکھا تھا جہاں بجلی پوری ملتی ہو اور نہ ہی گیس؟ جہاں مہنگائی روز افزوں ہو اور ملاوٹ، ذخیرہ اندوزی، منافع خوری کرنے والوں کو کوئی پوچھتا نہ ہو۔ جہاں کوئی جائز کام بھی رشوت اور سفارش کے بغیر نہ ہوتا ہو، جس پر اربوں ڈالر کے ملکی وغیر ملکی قرضے کے واجب الاداسود کی رقم کے لیے ہمیں مزید قرضے لینے پڑتے ہوں اور جہاں سیاست دان اور سیاسی جماعتیں ملکی اور قومی مسائل کا حل تلاش کرنے کی بجائے اپنی اپنی باری کے انتظار میں بیٹھی ہوں اور یہ انتظار اگر قدرے طول پکڑ جائے تو پھر فریق مخالف کی ٹانگیں کھینچنے سے بھی گریز نہ کیا جاتا ہو۔ جہاں سامنے نظر آرہا ہو کہ پانی اور بجلی کی شدید قلت ہے، لیکن کسی بڑے ڈیم کی تعمیر کو انا کا مسئلہ بنالیا گیا ہو اور پورا ملک لوڈشیڈنگ کے اندھیروں میں غرق ہورہا ہو اور سب اسے غرق ہوتا ہوا دیکھ رہے ہوں۔ جہاں عوام کا خیرخواہ کوئی نہ ہو اور عوام کے نام نہاد خادم قومی خزانے کے ساتھ جونکوں کی طرح چمٹے ہوئے ہوں۔ جہاں انصاف کا حصول مشکل ہو، جہاں اس ترقی یافتہ دور میں بھی آبادی کا ایک کثیر حصہ خطِ غربت سے نیچے کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہو اور اس کا کوئی پرسانِ حال نہ ہو۔ یقیناً اس ملک کی خاطر قربانیاں دینے والوں کے وہم وگمان میں بھی نہ ہوگا کہ اس کے پاکستان کا یہ حشر کردیا جائے گا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تحریک پاکستان کے زمانے میں ہمیں جس قسم کی قیادت میسر تھی، آزادی کے بعد اس پائے کے رہنما ہمیں میسر نہیں آئے اور جن کے ہاتھوں میں اس سارے عرصے کے دوران عنانِ حکومت رہی، انھوں نے ایسی منصوبہ بندیاں کیں اور ایسی پالیسیوں پر عمل درآمد کیا کہ ملک ترقی کرنے اور اقوام عالم کے شانہ بشانہ آگے بڑھنے کی بجائے پسماندگی کی طرف لڑھکنے لگا اور اس تنزل اور زوال کو روکنے کی کوئی کوشش بھی نہیں کی۔ رہی سہی کسر ان طالع آزماؤں نے پوری کردی جن کو گمان تھا کہ عوام کے منتخب نمائندے اسلام کے اصولوں کے مطابق ملکی اور حکومتی معاملات چلانے کے قابل نہیں ہیں اور یہ کہ وہ اس ملک کو ان کی نسبت زیادہ بہتر طریقے سے چلاسکتے ہیں، لیکن ہوا یہ کہ انھوں نے نہ صرف ملک کو ترقی معکوس کی جانب دھکیل دیا بلکہ ہم آدھا ملک ہی گنوا بیٹھے۔

موجودہ حالات اس حقیقت کو تسلیم کرنے کا تقاضا کرتے ہیں کہ ہمارے سیاست دانوں نے رہنما ہونے کا ثبوت نہیں دیا، وہ اس ملک کو اسلام کے خطوط کے مطابق ٹھیک طریقے سے چلانے میں ناکام رہے، جس کی بنیادی وجہ ان میں دینی رسوخ، سیاسی تدبر اور معاملہ فہمی کی کمی تھی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کے طور طریقے ہی اسلامی لیڈروں والے نہیں تھے، لیکن ان کی خامیاں دور کرنے اور ان کی غلطیاں درست کرنے کے دعوے دار طالع آزماؤں نے بھی اس ملک کے ساتھ اچھا نہیں کیا، انھوں نے وفاداری کا ثبوت نہیں دیا، اس طرح آج ہمارے سامنے جو پاکستان ہے اس کا اس پاکستان سے کوئی واسطہ نہیں جس کا خواب مسلمانانِ برصغیر نے دیکھا تھا۔

آج پاکستان ہم سے تقاضا کرتا ہے کہ ہم اس سارے معاملات کے بارے میں سوچیں اور ان کا جائزہ لیں کہ ہم سے کہاں غلطی ہوئی اور وہ کون سا لمحہ یا مقام تھا جہاں سے ہم اپنے اصل مقاصد سے انحراف کے مرتکب ہوئے اور منزل سے بھٹک گئے۔

آج نظریۂ پاکستان کی تجدید کا بھی وقت ہے کہ ہم اپنی پوری صلاحیتیں اس ملک کے مسائل کو اسلام کے مطابق حل کرنے پر صرف کردیں گے اور اس حوالے سے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں رکھا جائے گا۔ اگرچہ پلوں کے نیچے سے کافی پانی گزر چکا ہے پھر بھی یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اگر ہم انفرادی طور پر اپنے فرائض ادا کرنے کی پُرخلوص سعی کریں تو ماضی میں کی گئی کوتاہیوں اور خودغرضیوں کا ازالہ اب بھی ممکن ہے۔

حضرت علامہ اقبالؒ نے درست کہا تھا کہ ’’ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی‘‘ تھوڑی سی توجہ دے کر ہم اپنے معاملات اب بھی استوار کرسکتے ہیں، کیونکہ جہاں پاکستان کی تاریخ بے شمار ناکامیوں اور محرومیوں سے عبارت ہے وہاں ہم نے بطور ایک قوم ایسی کامیابیاں بھی حاصل کی ہیں جن کا دنیا کی کئی اقوام تصور بھی نہیں کرسکتیں۔ ہم دنیا کی چھٹی ایٹمی طاقت ہیں اور کئی شعبے ایسے

ہیں جن میں ہمارے ملک کی ترقی کی مثال دی جاتی ہے۔ یہ سب صرف اور صرف اسلام کی برکت سے ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ اس معراج کو قائم رکھا جائے۔

نظریۂ پاکستان اور تحریک پاکستان کا ایک اور پہلو جو نہایت اہمیت کا حامل ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں نے جس ملک کا خواب دیکھا اور جس راستے کا انتخاب کیا، اس کی منزل صرف اور صرف اسلام تھی۔ یہ اسلام کی ابدی صداقت وحقانیت ہی تھی کہ جس نے برصغیر کے طول وعرض میں بکھرے مسلمانوں کو سیسہ پلائی دیوار بنادیا، متحد ومتفق کردیا اور ان کو ایک ایسی زندہ قوت بنادیا کہ جس سے ٹکرانا اور جھٹلانا انگریز اور ہندو کے بس میں نہ رہا۔ اسلام نے مسلمانوں کو کچھ اس طرح سے ایک لڑی میں پرو دیا کہ ہندوستان کے وہ علاقے جن کا پاکستان میں شامل ہونے کا تصور بھی نہ کیا جا سکتا تھا، مثلاً بہار، یوپی، پٹنہ، آگرہ، لکھنؤ، کانپور، فرخ آباد، قنوج، سہارن پور اور ڈیرہ دغیرہ کے مسلمانوں نے بھی پاکستان کے قیام کے لیے جانیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور سردھڑ کی بازی لگادی۔ حالانکہ ان خطوں کے مسلمان اچھی طرح جانتے اور سمجھتے تھے کہ جغرافیائی طور پر وہ پاکستان کا حصہ نہیں بن پائیں گے۔ انھیں اس بات کا بھی احتمال تھا کہ وہ شاید بحفاظت پاکستان پہنچ بھی نہ پائیں گے۔ اس کے باوجود ایک ہزار کی ہندو آبادی میں رہنے والے ایک مسلمان کے لیے بھی یہ نعرے، بہت پُرکشش تھے:

’’پاکستان کا مطلب کیا...... لا الٰہ الا اللہ‘‘۔

’’بولو بھیا ایک زبان...... بن کے رہے گا پاکستان‘‘۔

مسلمانوں کے اس عزم واستقلال اور ایمانی جذبہ وولولہ کی وجہ وبنیاد تھی کہ وہ کلمہ طیبہ اور پاکستان کو ہم معنی سمجھتے تھے۔ پاکستان کے لیے قربانیاں دینے والوں نے اپنا فرض پورا کردیا۔ ان کی قربانیوں اور جدوجہد کے نتیجے میں یہ ملک قائم ہوا۔ یہ ملک ہمارے لیے اللہ کا انعام، شجر سایہ دار اور نعمت پروردگار ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ملک خداداد اور تحفہ خداوندی کی قدر کریں۔ موجودہ حالات میں ہمیں مایوس وناامید اور پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، اس لیے کہ شکار صرف شاہین اور شہباز کا کیا جاتا ہے۔ پاکستان بھی اسلامی دنیا کا شاہین اور شہباز ہے۔ عالم اسلام کا بازو ہے شمشیر وسنان ہے جو اسلام کے نام پر قائم ہوا، اس لیے یہ غیر مسلمانوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے، کیا ہوا اگر دشمن بظاہر تعداد میں زیادہ اور طاقتور ہیں اور ہمارے بارے میں ناپاک عزائم وارادے رکھتے ہیں، تو ہمارے ساتھ تو اللہ مالک کائنات کی معیت ہے، اللہ فرماتے ہیں ’’نہ ڈرو اور نہ غمگین ہو جاؤ، کیونکہ اللہ تمھارے ساتھ ہے‘‘۔ دشمن تو 1947ء میں بھی تھے اور چاہتے تھے کہ پاکستان قائم ہی نہ ہو۔ اس کے نہ چاہنے کے باوجود یہ ملک قائم ہوا اور اس نے تا قیامت سلامت رہنا ہے، ان شاءاللہ۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم سب سے پہلے اللہ کے ساتھ مخلص ہو جائیں۔ بزدلی کو چھوڑیں، جہاد کو زندہ کریں۔ اسلام پر عمل کریں۔ اپنے اختلافات کو بالائے طاق رکھ دیں۔ سیاسی، سماجی اور مذہبی سطح پر ایک دوسرے کا احترام کریں۔ ہمارے رہنماؤں اور حکمرانوں پر فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ رنجشوں، کدورتوں، تنازعات اور اختلافات کو ہوا دینے کی بجائے اسلام کے اصولوں کے مطابق افہام وتفہیم اور اتحاد واتفاق کی فضا پیدا کریں۔ صرف پاکستان ہی نہیں عالم اسلام کے بارے میں سوچیں۔ اس وقت پورا عالم اسلام مصائب وآلام کا شکار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں‘‘۔ اس فرمان کی روشنی میں ہمارا مستقبل عالم اسلام اور عالم اسلام کا مستقبل ہمارے ساتھ وابستہ ہے۔ مظلوم خطوں کے مسلمان پاکستان کی طرف اُمید بھری نظروں سے دیکھ رہے ہیں، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم پاکستان کو اپنا گھر سمجھتے ہوئے اس کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کریں اور اسے مضبوط ومستحکم کریں۔

☆☆☆

دعائے مغفرت انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ کراچی شمالی کے ملتزم رفیق اشفاق عالم صدیقی روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پاگئے

برائے تعزیت: 0336-2382195

☆ تنظیم اسلامی ساہیوال کے رفیق ڈاکٹر عاصم اکرام کے چچا وفات پاگئے

برائے تعزیت: 0321-4519460

☆ مدیر شعبہ مطبوعات قرآن اکیڈمی لاہور حافظ خالد محمود خضر کی بھانجی کے شوہر قضائے الٰہی سے وفات پاگئے

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ

’’مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب‘‘ پر مبنی

’’قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس‘‘ سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جارہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-(92-42)35869501 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

قربانی کی تاریخ

فرید اللہ

کسی حلال جانور کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کی نیت سے ذبح کرنا اس وقت سے شروع ہوا ہے جب سے آدم علیہ السلام اس دنیا میں تشریف لائے اور دنیا آباد ہوئی، سب سے پہلے قربانی حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں ہابیل و قابیل نے دی۔ ''اذ قربا قربانا'' یعنی جب دونوں نے ایک ایک قربانی پیش کی۔ ہابیل نے ایک مینڈھے کی قربانی پیش کی اور قابیل نے اپنے کھیت کی پیداوار سے کچھ غلہ وغیرہ صدقہ کرکے قربانی پیش کی۔ حسب دستور آسمان سے آگ نازل ہوئی، ہابیل کے مینڈھے کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسم قربانی اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ تاریخ انسان۔ یہ الگ بات ہے کہ ہر مذہب اور دور میں اس کی مختلف اشکال سامنے آئیں۔

اسلام سے قبل عرب کے لوگوں میں بھی قربانی کا رواج تھا جو سنت ابراہیمی کے مطابق جانوروں یعنی اونٹ، بھیڑ، بکریوں وغیرہ کی قربانی کرتے تھے تاہم کچھ خصوصی منتیں بھی مانی جاتیں اور اپنی اولاد کو قربان کردیا جاتا تھا جیسا کہ آپ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ کی قربانی کا واقعہ ہے۔

''جب حضرت عبدالمطلب زمزم کا کنواں جو گمنام ہو چکا تھا اسے الہام الٰہی سے نشاندہی ملنے کے بعد کھودنے لگے تو انہیں دشواری ہوئی تو انہوں نے منت مانی کہ اگر میرے 10 بیٹے ہوں تو میں ان میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کردوں گا۔ ان کے بیٹے ہوئے تو انہوں نے قرعہ اندازی کی جس میں حضرت عبداللہ کا نام نکلا جو کہ ان کے چہیتے بیٹے تھے۔

حضرت عبدالمطلب انہیں قربان گاہ کی طرف لے گئے تو ان کے بھائیوں اور قبیلے کے دوسرے لوگوں کے اصرار پر حضرت عبداللہ اور 10 اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا مگر نام حضرت عبداللہ کا ہی نکلا، پھر اونٹوں کی تعداد بڑھائی گئی مگر ہر بار قرعہ میں نام حضرت عبداللہ کا ہی نکلتا آخر کار 100 اونٹوں پر قرعہ ڈالا گیا تو اونٹوں پر قرعہ نکلا، اس کے بعد حضرت عبداللہ کی جگہ 100 اونٹوں کی قربانی کی گئی۔ (طبقات ابن سعد، سیرت ابن ہشام جلد اول)

اس کے علاوہ قربانی کی ایک قسم ''انصاب'' تھی جس کا ذکر ''سورۃ مائدہ'' میں ہوا ہے۔ عرب کے لوگ ایک نشانی بنالیتے تھے، کوئی لکڑی وغیرہ زمین میں دبا کر اس کے قریب جانوروں کی قربانی کرتے تھے۔ یہ قربانیاں بھی بتوں کی خوشنودی کے لیے کی جاتی تھیں۔ دین ابراہیمی پر ہونے کا دعویٰ کرنے والے بھی اصل قربانی کے طریقے سے منحرف تھے۔ وہ لوگ قربانی کرنے کے بعد قربانی کا گوشت خانہ کعبہ کی دیواروں پر ملتے تھے۔

توریت میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی قربانی کا تذکرہ ملتا ہے۔ شریعت موسویہ میں قربانی کو اتنی اہمیت حاصل رہی ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور اہم اور افضل عبادت ہے ہی نہیں۔ بعض اقوام نے قربانی میں اتنا غلو کیا کہ انسانوں کو ذبح کرنے لگے۔ چنانچہ اہل فارس، اہل روما، اہل مصر، فنیقیوں اور کنعانیوں کا اس حوالے سے خاص تذکرہ ملتا ہے، جیسے کہ فراعنہ مصر کے دور حکومت میں ہر سال دریائے نیل میں بروقت طغیانی لانے کے لیے ایک حسین دوشیزہ کو دلہن بنا کر منجدھار میں ڈبو دیا کرتے تھے، اس رسم کو عروسہ کہتے تھے۔ اسی طرح میکسیکو میں سورج دیوتا پولوکتلی کی روشنی کو بحال رکھنے کے لیے ہر روز طلوع آفتاب کے وقت اس کی قربان گاہ پر جنگی قیدی ذبح کیے جاتے تھے۔ ازتکوں کے دیوتا زائب ٹوٹک کے بت کے سامنے آدمیوں کی زندہ کھال کھینچ کر قربانی دیتے تھے۔ یونان و روما میں لڑائی چھڑنے سے پہلے کسی کنواری لڑکی یا گھوڑے کی قربانی دی جاتی تھی۔ ہندوستان میں دھرتی میں زرخیزی کے اضافہ کے لیے سیاہ یا سفید گھوڑا قربان کیا جاتا تھا۔ رامائن میں سیاہ اور مہابھارت میں سفید گھوڑے کا ذکر ہے۔ روما میں ڈیانا دیوی کے معبد میں گھوڑا ذبح کیا جاتا تھا۔ ایران قدیم میں متھرا دیوتا کے لیے سانڈ کی قربانی دی جاتی تھی۔ رومی جرنیل اپنی فتح کے جلوس کے بعد دیوتا مریخ کے معبد میں مفتوح سپہ سالار کو ذبح کرتے تھے۔ قرطاجنہ مصیبت کے دفعیے کے لیے دیوتا مولک پر ننھے منے بچے آگ کے شعلوں میں پھینک کر قربان کردیا کرتے تھے۔

یہودی عید فصح مناتے ہیں جو 7 دن تک جاری رہتی ہے۔ اس موقع پر ایک سالہ بھیڑ کا بچہ قربان کیا جاتا ہے اور گوشت کسی غیر یہودی کو نہیں دیا جاتا۔ عید فصح کے 50 ویں روز ''یوم خمسی'' منایا جاتا ہے اس میں 7 بھیڑیں یا بیل اور دو دنبے ذبح کیے جاتے ہیں اور غرباء کو دعوت عام ہوتی ہے۔ تاہم بدھ مت اور جین مت میں قربانی کا کوئی تصور ہے نہ وہ کسی جانور کا گوشت کھاتے ہیں۔ اسی طرح ''سکھ مت'' میں بھی قربانی کا کوئی ٹھوس ثبوت نہیں ملتا۔ اس مذہب میں ہولا کے تہوار میں بھیڑ کو ذبح کرکے اس کا خون اکٹھا کیا جاتا ہے اور نہنگ گروہ کے سردار کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حج اور قربانی کے تمام سابقہ طریقوں کو منسوخ کیا اور ان کی تصحیح کرکے لوگوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ قربانی کا مقصد اور طریقہ کار بتایا اگر اس عظیم مقصد اور طریقہ کار کے مطابق ہماری قربانی نہ ہوئی تو شاید دیگر ادیان باطلہ کی طرح ہماری یہ قربانی بھی قابل قبول نہ ہو۔ قربانی کی اصل روح یہ ہے کہ مسلمان اللہ کی محبت میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو قربان کردے۔ لہٰذا ہمیں من چاہی زندگی چھوڑ کر رب چاہی زندگی گزارنی چاہیے۔ جانور کی قربانی کے وقت ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے عظیم الشان عمل کو یاد کرنا چاہیے۔ اپنے اندر بھی اللہ کی ان برگزیدہ ہستیوں والا جذبہ پیدا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کا جو حکم بھی سامنے آئے اس پر ہم من و عن اور خوش دلی کے ساتھ عمل پیرا ہوں گے۔

☆☆☆

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ حیدر آباد، لطیف آباد کے نقیب محمد فضل شیخ کی اہلیہ سخت بیمار ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔

قارئین اور رفقاء واحباب سے ان کی جلد صحت یابی کے لیے دعا کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

Turkey rolls out new school curriculum — without Darwin

ANKARA: Turkey announced a new school curriculum on Tuesday that excluded Charles Darwin's theory of evolution, feeding opposition fears President Tayyip Erdogan is subverting the republic's secular foundations.

The chairman of a teachers' union described the changes as a huge step in the wrong direction for Turkey's schools and an attempt to avoid raising "generations who ask questions".

Education Minister Ismet Yilmaz said the main elements of evolution already underpinned the science curriculum, but there would be no mention of Darwin's landmark theory until university.

"Because it is above the students' level and not directly related, the theory of evolution is not part" of the school curriculum, Yilmaz told a news conference.

Opposition Republican People's Party lawmaker Mustafa Balbay said any suggestion the theory was beyond their understanding was an insult to high school students.

"You go and give an 18-year-old student the right to elect and be elected, but don't give him the right to learn about the theory of evolution ...This is being close minded and ignorant."

The theory of evolution is rejected by both Christian and Muslim creationists, who believe God created the world as described in the Bible and the Quran, making the universe and all living things in six days. Erdogan, accused by critics of crushing democratic freedoms with tens of thousands of arrests and a clampdown on media since a failed coup last July, has in the past spoken of raising a "pious generation".

The curriculum, effective from the start of the 2017-2018 school year, also obliges Turkey's growing number of "Imam Hatip" religious schools to teach the concept of jihad as patriotic in spirit.

"It is also our duty to fix what has been perceived as wrong. This is why the Islamic law class and basic fundamental religion lectures will include [lessons on] jihad," Yilmaz told reporters. "The real meaning of jihad is loving your nation."

Ataturk Mehhmet Balik, chairman of the Union of Education and Science Workers (Egitim-Is), condemned the new curriculum.

"The new policies that ban the teaching of evolution and requiring all schools to have a prayer room, these actions destroy the principle of secularism and the scientific principles of education," he said.

Under the AKP, which came to power in 2002, the number of "Imam Hatip" religious schools has grown exponentially. Erdogan, who has roots in political Islam, attended one such school.

He has spent his career fighting to bring religion back into public life in constitutionally secular Turkey and has cast himself as the liberator of millions of pious Turks whose rights and welfare were neglected by a secular elite.

Liberal Turks see Erdogan as attempting to roll back the work of Mustafa Kemal Ataturk, the Western-facing founder of modern Turkey who believed education should be free of religious teachings.

Some government critics have said the new curriculum — which was presented for public feedback earlier this year — increased the emphasis on Islamic values at the expense of Ataturk's role.

But Yilmaz said on Tuesday nothing about Ataturk or his accomplishments had been removed. Changes only emphasized core values such as justice, friendship, honesty, love and patriotism.

He said discussion of the militant Kurdistan Workers Party (PKK), IS and the network of the U.S.-based cleric Fethullah Gulen, whom Ankara blames for last year's attempted coup, would also be added.

Balik, the head of the union, said the changes were being made in an attempt to stamp out dissenting ideas. “The bottom line is: generations who ask questions, that's what the government fears,” he said.

<u>Source</u>: *daily, Dawn (July 19, 2017)*

تازہ شمارہ
جولائی تا ستمبر 2017ء

دعوت رجوع الی القرآن کا نقیب
علوم و حکم قرآنی کا ترجمان

سہ ماہی
حکمت قرآن (لاہور)

بیاد: ڈاکٹر محمد رفیع الدین ــ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ

اس شمارے میں

قرآن کی مرکزیت ــــ حافظ عاطف وحید
مِلاکُ التأویل (۱۰) ــــ ابو جعفر احمد بن ابراہیم الغرناطی
انفاق فی سبیل اللہ اور قرضہ ــــ پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
قرآنی مکالمے: اسلوب، حکمت اور عصری معنویت ــــ مجتبیٰ فاروق
فلسفے کی مذہبی ضرورت ــــ محمد رشید ارشد
اسلام میں عورت کا مقام
اور میاں بیوی کے معاملات (۲) ــــ پروفیسر حافظ قاسم رضوان

محترم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا دورہ ترجمہ قرآن بزبان انگریزی
Message of The Quran تسلسل کے ساتھ شائع ہو رہا ہے

☆ صفحات: 96 ☆ قیمت فی شمارہ: 60 روپے ☆ سالانہ زرتعاون: 240 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-042-35869501

❁ قربانی ہماری معاشرتی رسم ہے یا دینی فریضہ؟
❁ قرآن وسنت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ کیا ہے؟
❁ عید الاضحیٰ اور قربانی میں باہم چولی دامن کا ساتھ کیوں ہے؟
❁ حج کے موقع پر منیٰ میں کی جانے والی قربانی اور اس موقع پر پوری دنیا میں کی جانے والی قربانی میں کیا ربط و تعلق ہے؟

ان سوالات کی وضاحت کے لیے مطالعہ کیجئے:

عید الاضحیٰ اور فلسفۂ قربانی

اور

حج اور عید الاضحیٰ اور اُن کی اصل روح
قرآن حکیم کے آئینے میں

بانیٔ تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

کی ایک تقریر اور ایک تحریر پر مشتمل مختصر مگر جامع کتابچہ

☆ 56 صفحات ☆ قیمت (اشاعت خاص) 50 روپے
(اشاعت عام) 30 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور
فون 03-35869501
maktaba@tanzeem.org

آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی!

مدیر ہفت روزہ ''ندائے خلافت'' لاہور

ایوب بیگ مرزا

کے مدبرانہ، حکیمانہ، ناصحانہ اداریوں کا حسین مرقع

بعنوان: ''حق گوئی'' شائع ہو گیا ہے

جس کے مطالعے سے عالمی اور ملکی حالات پر بصارت ہی نہیں، بصیرت بھی حاصل ہوتی ہے اور عمل کے لیے ایک جذبۂ محرکہ بھی پیدا ہوتا ہے

❁ 23x36 سائز کے 404 صفحات ❁ عمدہ پرنٹنگ ❁ دیدہ زیب نفیس ٹائٹل ❁ مضبوط جلد

قیمت صرف: 300 روپے

شائع کردہ: مکتبہ خدام القرآن لاہور
36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ فون: 3-35869501

VOL : 26 Regd. C.P.L NO. 114 No.32

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore